

اففعال

افعال

آسان

# خاصیاتِ ابواب

خاصیاتِ ابواب پر نہایت مفید، آسان اور  
جامع متن جو فصولِ اکبری کا نعم البدل ہے

انفعال

فعل

تألیف

مولانا سعد مشتاق الحصیری  
استاذ دارالعلوم بدیوبند المسعود

تفعیل

تفعیل

استفعال

مفاعله

فتح

شَدِی کتب خانہ

افعال

مقابل آرام باغ کراچی ۱۰

کرم

# آسان خاصیاتِ ابواب

خاصیاتِ ابواب پر نہایت مفید آسان اور  
جامع متن جو فصول اکبری کا نعم البدل ہے

تَالِیْفُ

مولانا سعد مشتاق الحصری  
استاذ دارالعلوم بدیوبند المساعد

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ - کراچی - ۱

۹۶۶ (۵) ۹۶۶

# فہرست

کیا؟	کہاں؟	کیا؟	کہاں؟
پیش لفظ	۳	۴	از ۴
احساسات دل	۵	۶	۵۳
مقدمہ	۷	۷	۵۵
اصطلاحی الفاظ	۸	۱۷	۵۷
خاصیات	۱۸	۱۸	۶۱
خاصیت نصر	۱۹	۲۱	۶۵
خاصیت ضرب	۲۲	۲۳	۶۸
خاصیت سمع	۲۴	۲۶	۶۹
خاصیت فح	۲۷	۲۷	۷۰
فتح کی معنوی خاصیت	۲۸	۲۹	۷۱
کرن پرکن، ابی یا بی	۲۹	۲۹	۷۲
خاصیت کرم	۳۰	۳۱	۷۳
خاصیت حسب	۳۱	۳۲	۷۴
خاصیت افعال	۳۳	۴۱	۷۵
خاصیت تفعلیل	۴۲	۴۷	۷۵
تفعلیل کی زائد خاصیتیں	۴۷	۴۷	۸۰
			ملکات
			راہ نمائے تمرینات

بسم الله الرحمن الرحيم

## پیش لفظ

(از

مفسر قرآن، فقیہ النفس، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ  
 شارح حجۃ اللہ البالغہ، و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

علم صرف کا علوم عربیہ میں اہم مقام ہے، وہ زبان کی کلید ہے، وہ ترکیب میں  
 واقع ہونے سے پہلے کلمات کی ذات کا تعارف کراتا ہے، وہ ایک مادہ کو لے کر اس کو  
 مختلف صورتوں میں ڈھالتا ہے اور اس میں منکوح معانی اور مختلف خاصیات پیدا کرتا  
 ہے، اس فن کا خلاصہ تین ابواب ہیں: تصریفات، تعلیلات اور خاصیات، تصریفات  
 (گردانیں) نسبت آسان ہیں، ان سے مشکل تعلیلات ہیں اور سب سے اہم اور  
 مشکل خاصیات ابواب ہیں، طلبہ بہت آسانی سے صحیح کی گردانیں یاد کر لیتے ہیں؛ مگر  
 جب ہفت اقسام کی گردانوں اور ان کی تعلیلات کا نمبر آتا ہے تو ان کی ہمت جواب  
 دینے لگتی ہے؛ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ اس پُر خار راہی کو بھی پار کر لیتے ہیں؛ مگر جب  
 آخری مرحلہ یعنی خاصیات ابواب کا نمبر آتا ہے تو وہ اس پر سے بس سرسری گذر جاتے  
 ہیں؛ حالاں کہ عربی زبان میں اسی کی سب سے زیادہ اہمیت ہے اس میں  
 مہارت کے بغیر نہ تو قرآن فہمی ممکن ہے نہ حدیثوں کو مکاحقہ سمجھا جاسکتا ہے۔  
 علم صرف کی تمام اہم کتابوں میں خاصیات کا بیان کتاب کے آخر میں ضمنی طور  
 پر آتا ہے اور نصاب میں سب سے آخر میں فصول اکبری کا خاصیات والا حصہ پڑھایا  
 جاتا ہے؛ مگر وہ بہت مختصر ہے اور بہت سی خاصیات کی تو مثالیں تک نہیں دی گئیں ہیں؛  
 اسی لیے اساتذہ کو بھی سخت دشواری پیش آتی ہے؛ ضرورت تھی کہ خاصیات پر کوئی

آسان اور جامع رسالہ سامنے آتا جس سے خاصیات ابواب کو قابو میں کرنا سہل ہوتا۔ بہت خوشی کی بات ہے کہ فاضل گرامی جناب مولانا سعد مشتاق حصیری صاحب سلمہ نے قلم اٹھایا اور صرف کی تمام چھوٹی بڑی کتابوں کو کھنگال کر ایک جامع اور سہل رسالہ بنام ”آسان خاصیات ابواب“ تیار کیا، اس رسالہ میں ہر خاصیت کی جامع تعریف دی گئی ہے؛ پھر اس کی قسمیں مع اشلہ بیان کی گئی ہیں اور اسباق کے آخر میں مشق و تمرین کروائی ہے، جس سے ان شاء اللہ رسالہ کی افادیت بڑھ جائے گی۔

یہ کتاب بظاہر بڑی معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت میں طویل نہیں ہے اس میں درس کا مواد مناسب حاشیہ اساتذہ کی بصیرت کے لیے بڑھایا گیا ہے اور نسبتاً کم اہم خاصیات کو بھی حاشیہ میں لیا گیا ہے، اسی وجہ سے کتاب بہت مختصر اور جامع ہے؛ اگر اگر باب مدرس اس کو علم صرف کے ممتہی طلبہ کے لیے درس میں شامل کر لیں تو ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا، اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد وہ فصول اکبری وغیرہ کی خاصیات کو بہت آسانی سے سمجھ لیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافع بنائیں اور اس سے نو بہا لان ملت کو فیض پہنچائیں۔

والسلام

حررہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند

۱۴/ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

## احساساتِ دل

ایشیائی مرکزی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کی داخلہ درس فن صرف کی جملہ کتابیں: (میزان، منشعب، پنج گنج، علم الصیغہ اور فصول اکبری) جب خاک سار سے متعلق کی گئیں، تو فن صرف کی جدید و قدیم بہت سی کتابوں کے مطالعے کی سعادت حاصل ہوئی، دورانِ مطالعہ احساس ہوا کہ علم صرف روزِ اول ہی سے ستم کش رہا ہے؛ خصوصاً فن صرف کا کلیدی جز ”خاصیاتِ ابواب“ اپنی کس میرسی اور مظلومیت پر ماتم گناہ اور بیچارگی کا نگہ کر رہا ہے۔ بہت کم لوگوں نے علم صرف پر، بالخصوص اس کلیدی جز ”خاصیاتِ ابواب“ پر خامہ فرسائی کی ہے، بہت سے بہت ہوا تو ذیلی طور پر بیان کیا جاتا رہا؛ حالانکہ خاصیات، فن صرف کا نہایت اہم اور بنیادی جز ہے؛ اس کے بغیر قرآن و حدیث کے صحیح مفہوم تک رسائی ناممکن ہے۔

ابواب کی خاصیات قدرے مشکل بھی ہیں، دیگر یہ کہ اُن کی عربی، فارسی، یا اردو میں باضابطہ بہت زیادہ لائق ستائش خدمت نہ ہو سکی، ہوئی بھی تو پذیرائی نہ ہونے یا کسی نامعلوم وجہ سے کتابیں دستیاب نہیں ہیں؛ نیز ان کی اہمیت و افادیت نہیں سمجھی گئی، جس کی وجہ سے کچھ مدارس میں خاصیات کا جز پڑھایا ہی نہیں جاتا اور جہاں کہیں پڑھایا بھی جاتا ہے، تو صرف فصول اکبری کی خاصیات کے چند صفحات اور بس۔ شاید خود فصول اکبری کے پیچیدہ مغلق، اور بچوں کی سطح سے بالاتر ہونے کی وجہ سے وہ اکثر مدارس سے دست انداز کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں خاصیات جیسا اہم اور بنیادی جز بے پناہ اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس میں نہ اصطلاحی الفاظ کی تعریفات ہیں نہ ہی تمام قسمیں اور مثالیں مذکور ہیں؛ اس لیے کتاب نہایت دشوار ہو گئی ہے؛ خاصیات کے تئیں پہلے سے عدم وابستگی و اجنبیت مستزاد نقص ہے۔

انھیں وجوہات کے پیش نظر داعیہ پیدا ہوا کہ بچوں کے لیے خاصیاتِ ابواب پر جامع، مفید اور آسان رسالہ ترتیب دیا جائے؛ چنانچہ علم صرف کی تقریباً بیسویں عربی،

فارسی کتابوں کو سامنے رکھ کر صرف انہیں اسباق پر مشتمل یہ رسالہ زیرِ مگرانی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند ترتیب دیا گیا ہے۔ آغاز کتاب میں تمام تر اصطلاحی الفاظ کی جامع اور سہل تعریفات دی گئی ہیں، جن کے یاد کر لینے کے بعد گویا آدمی کتاب یاد ہو جاتی ہے؛ نیز واضح لفظوں میں الگ الگ قسمیں اور ہر ایک کی مثالیں بھی دی گئی ہیں؛ مزید براں تمرینات کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرانے اور خاصیات کی شناخت کا ذوق پیدا کرنے کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے، ضروری باتیں جو بچوں کے لیے کارآمد اور ان کی سطح کی ہیں متن میں، اور زائد مفید باتیں اہل ذوق حضرات کے لیے حاشیے میں لکھی گئی ہیں؛ تاکہ کتابچہ اپنے موضوع پر بہت سی مفید کارآمد باتوں کے ساتھ ساتھ جامع متن بھی ہو اور فصول اکبری کا بہترین حل بھی۔

ان تمام باتوں کا لحاظ و خیال اور بچوں کی ذہنی سطح کی رعایت حضرت مفتی صاحب کے حکم سے کی گئی ہے؛ اس لیے یہ رسالہ اگر اپنے موضوع پر مفید و سہل ہے یا کسی بھی طرح کی خوبی سے آراستہ و پیراستہ ہے تو اس کا سہرا حضرت مفتی صاحب کے سر بندھتا ہے اور کچھ کمی یا نقص رہ گیا ہے تو اس کا سزاوار بندہ ہے۔

خاصیات کے مشکل ہونے اور سابقہ لگاؤ نہ ہونے کی وجہ سے اس رسالے کے آخر میں ضمیمہ بڑھا دیا گیا ہے جس میں اکثر تمرینات کا حل دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس موضوع پر ایک جامع مختصر رسالہ ”شرح خاصیات فصول اکبری“ بھی ترتیب دیا گیا ہے جسے حضراتِ اساتذہ دارالعلوم دیوبند نے پسند فرمایا ہے جو الگ سے مطبوع ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ یہ کاوش حضراتِ اساتذہ کرام دارالعلوم دیوبند مدظلہم کی وسیع اور عمیق نظروں سے گزارنے کے بعد شائقین کی خدمت میں پیش ہو رہی ہے۔

سعد مشتاق حیدری

خادم الطلہ دارالعلوم دیوبند

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

بسم الله والحمد لله

## مقدمہ

صرف اور تصریف دونوں ہم معنی ہیں: بدلنا، الٹنا، پلٹنا۔  
 اصطلاح میں: علم صرف یا تصریف ایسے قواعد کے جاننے کا نام ہے، جن کے ذریعے الفاظ کی صحیح شکل، مفرد الفاظ کے ظاہری احوال (اعلال و ادغام وغیرہ) اور ایک صیغے سے دوسرے صیغے میں تبدیلی کا طریقہ معلوم ہو۔  
 علم صرف کا موضوع: گردانے جانے والے افعال و اسمائے معربہ ہیں، ان پر آنے والے احوال، اعلال و ادغام حذف وغیرہ کے اعتبار سے۔  
 غرض: ایسا ملکہ حاصل کرنا جس سے لفظ کی مکمل حقیقت اور اس کے ظاہری احوال کی شناخت ہو جائے۔

غایت: کلمات مفردہ اور صیغوں کو اچھی طرح سمجھنا اور صحیح پڑھنا۔  
 مدون صرف: مشہور قول کے مطابق ابو عثمان بکر بن محمد (۲۳۸ھ یا ۲۳۹ھ) ہیں۔ بعض نے معاذ بن مسلم المیر (ولادت: ۷۳ھ، وفات: ۱۸۷ھ یا ۱۹۰ھ کا نام ذکر کیا ہے۔ فن صرف پر سب سے پہلی کتاب تصنیف فرمانے والے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ”المقصود“ نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

## پہلا سبق

### اصطلاحی الفاظ

(۱) ابتداء: لغت میں: ”شروع کرنا“ اصطلاح میں: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ ثلاثی مجرد میں آیا ہی نہ ہو، اگر آیا ہو تو اس مزید فیہ کے معنی میں نہ ہو، مثلاً: اَرْقَلَ (اس نے جلدی کی) ”رَقَلَ“ مجرد سے آتا ہی نہیں اَفْسَمَ (اس نے قسم کھائی) مجرد میں قَسَمَ (اس نے اندازہ لگایا) دوسرے معنی میں ہے۔

(۲) اتخاذ: لغت میں: ”بنانا“ اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا۔

(الف) فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اجْتَحَرَ مَا جَدَّ مَاخَذَ ”جَحَرُ“ بمعنی سوراخ ہے (ماجد نے سوراخ بنایا)۔

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اخْتَرَزَ نَجِيبًا، ماخَذَ ”حِرَزُ“ بمعنی پناہ ہے (نجیب نے پناہ لی)۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ بنا لینا، جیسے: اغْتَذَى سَمِيرًا الشَّاةَ، ماخَذَ ”غِذَا“ بمعنی خوراک ہے (سمیر نے بکری کو خوراک بنایا)۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا، جیسے: اغْتَضَدَ نَدِيمَ الْكِتَابِ ماخَذَ ”عُضْدَ“ بمعنی بازو، بغل ہے (ندیم نے کتاب بغل میں لی)۔

۱۔ دلیل الاستعمال خاصیات اپنی جگہ پر آگے بھی آ رہی ہیں اس لیے یہاں متن کے بجائے حاشیے میں لی گئی ہیں تاکہ بچوں پر بار نہ ہو۔ اصابت: لغت میں: ”پہنچنا“ اصطلاح میں: کسی چیز کا فعل کے مادے کو ماخذ تک پہنچنا، جیسے: جَلَدَهُ بِالسَّوْطِ۔ ماخَذَ ”جَلَدَ“ بمعنی کھال ہے یعنی کوڑا کھال تک پہنچا (اس نے اس کو کوڑے سے مارا)۔

## دوسرا سبق

(۳) اعطاء ماخذ: لغت میں: ”ماخذ دینا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو

مادہ و ماخذ دینا، یا ماخذ سے متصف کرنے کے لیے ماخذ کا محل دینا، یا ماخذ کی اجازت دینا۔

(الف) فاعل یا مفعول کو نفس ماخذ دینا، جیسے: أَلَحَمْتُ حَمِيدًا، ماخذ ”لَحْم“ بمعنی گوشت ہے (میں نے حمید کو گوشت دیا یعنی گوشت کھلایا)۔

(ب) فاعل کا مفعول کو ماخذ کا محل، ماخذ سے متصف کرنے کے لیے دینا، جیسے: أَشَوَيْتُ مَا جَدًا (میں نے ماجد کو گوشت بھوننے کے لیے دیا) ماخذ ”شَوَاء“ بمعنی بھوننا ہے۔ ماخذ کا محل گوشت ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: أَفْطَعْتُهُ قُضْبَانًا (میں نے اس کو شاخ کاٹنے کی اجازت دی) ماخذ ”قَطَعَ“ بمعنی کاٹنا ہے۔

(۴) اقتضاب لغت میں: ”کاٹنا“ اصطلاح میں: کسی لفظ کا ابتداء اسی باب کے لیے وضع ہونا یا اس طور کہ ثلاثی میں اس کی اصل یا مثل اصل نہ پائی جائے؛ بشرطے کہ کوئی حرف برائے الحاق نہ ہو، ۲ مثلاً: اجْلَوْدُ الفرس (گھوڑا تیز چلا) اجْلَوْدُ، جَلَد سے منقول نہیں۔

(۵) الباس ماخذ: لغت میں: ماخذ پہنانا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو

مادہ و ماخذ پہنانا، مثلاً: جَلَلْتُ الفرس، ماخذ ”جَلَّ“ بمعنی جھول ہے (میں نے گھوڑے کو جھول پہنائی)۔

---

۱۔ یہ تمام تر خاصیات حروفِ تجوی کے اعتبار سے ہیں حاشیے میں بھی اس کی رعایت کی گئی ہے۔ اظہار: لغت میں: ظاہر کرنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا کسی کے سامنے ماخذ کو ظاہر کرنا، مثلاً: اَعْظَمْتُ، ماخذ ”عَظَمَةُ“ بمعنی بڑائی ہے (اس نے بڑائی ظاہر کی)۔ ۲۔ اور نہ ہی دائرہ معنی کے لیے ہو۔

## تیسرا سبق

(۶) بلوغ: لغت میں: پہنچنا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا، یا آنا۔

(الف) ماخذِ زمانی میں پہنچنا، جیسے: أَصْبَحَ حَامِدٌ ماخذِ مادہ ”صَبَحَ“ بمعنی صبح ہے (حامد صبح کے وقت کو پہنچا یعنی اس پر صبح ہوئی)۔

(ب) ماخذِ مکانی میں پہنچنا، جیسے: أُنْجِدَ، ماخذ ”نَجَدَ“ ایک شہر کا نام ہے (وہ شہر نجد پہنچا)۔

(ج) ماخذِ عددی میں پہنچنا، جیسے: أَعْشَرَ الطُّلَابِ، ماخذ ”عَشَرَ“ بمعنی دس ہے (طلبہ کی تعداد دس کو پہنچی)۔

(۷) تدَاخَلَ: لغت میں: ایک دوسرے میں داخل ہونا، اصطلاح میں: ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے: فَضِّلَ يَفْضُلُ سَمِعَ سَمْعًا (صاحبِ فضل ہونا) اور فَضِّلَ يَفْضُلُ كَرَّمَ سَمْعًا ہے، اب سَمِعَ کا ماضی اور کرّم کا مضارع لے کر فَضِّلَ يَفْضُلُ استعمال کرنا تدَاخَلَ ہے۔

(۸) تَجَنَّبَ: لغت میں: بچنا، باز رہنا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذِ مادہ سے پرہیز کرنا، جیسے: تَجَنَّبَ خَوْبٌ، ماخذ ”خَوَّبَ“ بمعنی گناہ ہے (اس نے گناہ سے پرہیز کیا)۔

(۹) تَحَوَّلَ: لغت میں: پھرنا، اصطلاح میں: فاعل کا عینِ ماخذ یا مثلِ ماخذ

ہو جانا۔

(الف) عَمِنَ ماخذ، جیسے: تَنَصَّرَ مَاجِدٌ ماخذ ”نَصَرَ“ ہے (ماجد نصرانی ہو گیا)۔

(ب) تَحَوَّلَ ماخذ، تَبَخَّرَ کریم، ماخذ ”بَخَّرَ“ بمعنی سمندر ہے (کریم علم و سخاوت میں سمندر کی طرح ہو گیا)۔

(۱۰) تَحَوَّلَ: لغت میں: پھرنا، پھرانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو اصل مادہ

وماخذی طرف پھیرنا، اے جیسے: نَصْرَتْ مَاجِدًا مَآخِذَ "نصرانی" ہے (میں نے مَاجِد کو نصرانی بنادیا)۔<sup>۱</sup>

(۱۱) تغلیط: لغت میں: ملانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ سے ملع کرنا، لپیٹنا، ذَهَبْتُ السَّيْفَ مَآخِذَ "ذَهَبْتُ" بمعنی سونا ہے میں نے تلوار کو (سوتے کپالی چڑھا کر) سنبھرایا۔

(۱۲) تخصیص: لغت میں: انتخاب کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا اپنی ذات کے لیے معنی صدی انجام دینا، مثلاً: اِكْتَالَ نَبِيلَ لَبْنًا، مَآخِذَ "كَيْلَ" بمعنی ناپ ہے (نیل) نے اپنے لیے دودھ تولیا۔

## چوتھا سبق

(۱۳) تخییل: لغت میں: توہم کرنا کہ وہ ایسا ہے، اصطلاح میں: فاعل کا دوسرے کو اپنے آپ میں محض حصولِ مَآخِذِ دَکھلانا، جب کہ نہ تو مَآخِذِ حقیقت میں موجود ہو اور نہ ہی مقصود ہو، مثلاً: تَمَازَضَ (اس نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا) مَآخِذَ "مَرَضَ" بمعنی بیماری ہے۔

(۱۴) تخوف: لغت میں: "ذُرْنَا" اصطلاح میں: فاعل کا مَآخِذَ ذُرْنَا، جیسے: اَمِئِدَ مَعِيَدَ مَآخِذَ "اَمِئِدَ" بمعنی شیر ہے (سعید شیر سے گھبرایا)۔

(۱۵) تدریج: لغت میں: "تَظْهَرُ ظَہْرًا مَآخِذَ" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو رفتہ رفتہ بار بار کرنا، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک دفعہ اس کا حصول ممکن ہو جیسے: تَجَرَّعَ (اس نے گھونٹ گھونٹ پیا) ۲ ایک دفعہ ممکن نہ ہو جیسے: تَحَفَّظَ الْقُرْآنَ، (اس نے تھوٹا تھوٹا قرآن یاد کیا)۔

---

۱۔ یا اس جیسا کر دینا۔ ۲۔ یعنی دسواں صوبہ کی تعلیم کے ذریعہ۔ ۳۔ مَآخِذَ کاپالی چڑھانا۔ ۴۔ ایک ہی دفعہ بھی پیا جاسکتا ہے۔

(۱۶) تشارك: لغت میں: ”باہم شریک ہونا“ اصطلاح میں: دو یا دو سے زائد چیزوں سے کسی فعل کا اس طرح صادر ہونا کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہو یا دونوں کا تعلق کسی تیسری چیز سے ہو، جیسے: تَشَاتَمَ زَيْدٌ وَمَا جَدُّهُ (زید اور ماجد نے آپس میں گالی گلوچ کی) تَرَافَعَا شَيْئَانِ (ان دونوں نے کسی تیسری چیز کو اٹھایا)۔  
(۱۷) تصرف: لغت میں ”کوشش کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا، جیسے: اِخْتَسَبْتُ الْمَالَ مَآخِذَ ”مُتَسَبِّب“ بمعنی کماتا ہے (میں نے مال کوشش سے حاصل کیا)۔

(۱۸) تصییر: لغت میں: ”لوٹانا، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری اور ماخذ سے متصف کر دینا یعنی معنی مصدری والا کر دینا، جیسے: اَخْرَجْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو نکالا) تو زید نکلنے والا ہو گیا ماخذ ”خروج“ بمعنی نکلتا ہے۔

(۱۹) تعدیہ: لغت میں: ”تجاوز کرنا“ اصطلاح میں: مثالی مجرد میں کسی حرف کا اضافہ کر کے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو مفعول کا محتاج بنادینا یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج بنادینا، جیسے: خَرَجَ زَيْدٌ (زید نکلا) اَخْرَجَ زَيْدًا (اس نے زید کو نکالا)۔

## پانچواں سبق

(۲۰) تعریض: لغت میں: ”پیش کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ایسی جگہ لے جانا، جہاں اس پر معنی مصدری (ماخذ) واقع ہوتا ہو، خواہ واقع ہو یا نہ ہو، جیسے: اَبْعَثُ الْقُرْمَ مَعْتَقِي مَصْدَرِي وَمَاخِذَ ”بَيْع“ بمعنی بیچنا ہے (میں گھوڑے کو بیچنے کی جگہ یعنی

---

۱۔ تشبہ بماخذ: لغت میں: ماخذ کے مشابہ ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ و مادہ کے مانند ہونا، جیسے: اَبْعَدَ حَمِيدٌ (حمید اخلاق و عادات میں شیر کے مانند ہوا) ماخذ ”اَسَد“ بمعنی شیر ہے۔

منڈی لے گیا)۔

(۲۱) تَعْمَلُ: لغت میں: ”کام میں لانا“ اصطلاح میں: فاعل کا مادہ و ماخذ کو اس کام میں لانا جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے، جیسے: قَدْ هُنَّ (اس نے بدن پر تیل ملا) ماخذ ”ذُهْنٌ“ بمعنی تیل ہے۔<sup>۱</sup>

(۲۲) تَكْلَفُ: لغت میں: ”دکھلا دے کے طور پر کرنا، بناوٹ“ اصطلاح میں: فاعل کا خود کو ماخذ و مادہ کی طرف منسوب ہونے کو ظاہر کرنا، یا کوشش سے ماخذ کا حصول اپنے اندر دکھانا۔

(الف) تَكْوُفُ (خود کو کوئی بتایا، یا کو فیوں جیسی شکل و صورت بنائی) ماخذ ”مَكْوَفٌ“ ہے۔

(ب) کوشش سے ماخذ کا حصول دکھانا، جیسے: تَصَبُّرٌ (اس نے بحکلف مبر کیا) ماخذ ”صَبْرٌ“ ہے۔

(۲۳) حَسْبَانُ: لغت میں ”گمان کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ سے متصف گمان کرنا، یا اعتقاد رکھنا، جیسے: اِسْتَحْسَنْتُهُ، ماخذ ”حُسْنٌ“ بمعنی اچھا ہے (میں نے اس کو اچھا خیال کیا)۔

(۲۴) حِينَوْتُ: لغت میں: ”وقت ہونا“ اصطلاح میں: فاعل کا ایسے وقت میں داخل ہونا جو متحق و لائق ہو کہ فعل اس میں واقع ہو (یا فاعل پر ماخذ کا وقت آجائے) مثلاً: اَحْصَدَ الزَّرْعُ، ماخذ ”حَصَادٌ“ بمعنی کھیتی کاٹنے کا وقت ہے (کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی)<sup>۲</sup>

(۲۵) سَلَبُ: لغت میں: ”دور کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا اپنے یا مفعول سے اصل معنی مصدری (ماخذ) کو زائل کرنا<sup>۳</sup> جیسے: شَكِيْ وَاَشْغَيْتُهُ، ماخذ ”شِغَايَةٌ“

<sup>۱</sup> تَقْبَلُ: لغت میں: ”قبول کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ قبول کرنا، جیسے: شَفَعْتُ زَيْدًا، ماخذ ”شَفَاعَةٌ“ بمعنی سفارش ہے (میں نے زید کی سفارش قبول کی)۔<sup>۲</sup> یا کھیتی پر کاٹنے کا وقت آگیا۔<sup>۳</sup> یعنی فعل مجرد کے فاعل سے معنی حدی کو زائل کرنا۔

- ہے (اس نے شکایت کی تو میں نے اس کی شکایت دور کی اور رضا مند کر لیا)۔
- (۲۶) صبر و رت: لغت میں ”بھونا“ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مادہ و ماخذ والا ہونا، یا مادہ و ماخذ سے متصف چیز والا ہونا، یا ماخذ کا کسی چیز والا ہونا۔
- (الف) فاعل کا اصل مادہ والا ہونا، جیسے: اَلْبَنَتِ النَّاقَةُ، مادہ و ماخذ ”لبن“ بمعنی دودھ ہے (اونٹنی دودھ دہی ہو گئی)۔
- (ب) فاعل کا مادہ و ماخذ سے متصف چیز والا ہونا، مثلاً: اَجْرَبَ الرَّجُلُ مَادَهُ ”جَرَبُ“ بمعنی خارش ہے یعنی (مرد خارش سے متصف اونٹ والا ہوا)۔
- (ج) فاعل کا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا، جیسے: اَخْرَجَتِ الشَّاةُ، ماخذ ”خریف“ بمعنی موسم ہے (بکری موسم خریف میں بچے دہی ہوئی)۔

## چھٹا سبق

- (۲۷) طلب: لغت میں: ”مانگنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول سے ماخذ مادہ فعل مانگنا، خواہ حقیقتاً ہو یا مجازاً یعنی بظاہر۔
- (الف) اِسْتَغْفَرْتُ اللَّهَ، ماخذ ”مَغْفِرَةٌ“ ہے (میں نے اللہ سے مغفرت چاہی)۔
- (ب) اِسْتَطْعَمْتُهُ، ماخذ ”طَعَام“ ہے (میں نے اس سے کھانا طلب کیا)۔
- اِسْتَخْرَجْتُ الْبِشْرَ مِنْ اَرْضٍ (میں نے زمین سے پٹرول نکالا)۔
- (۲۸) علاج: اصطلاح میں فعل میں جو ارج و اعضاء ظاہری کا اثر پایا جاتا، جیسے: اِنْكَسَرَ الْإِنَاءُ (برتن ٹوٹ گیا)۔

یعنی اس کی پستان میں دودھ بہت زیادہ ہوا۔ یعنی زمین سے پٹرول نکالنے کو طلب کیا، یہاں حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً ہے۔ یہ توڑنے سے برتن ٹوٹا ہے کو یا اس میں اعضا کا اثر توڑ پایا گیا۔

(۲۹) قصور: لغت میں: چھوٹا کرنا، اصطلاح میں: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا؛ تاکہ بات نقل کرنے میں اختصار ہو جائے، جیسے: قُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے ”هَلَل“ فعل مشتق کر لیا گیا (اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا)۔

(۳۰) قُوْتُ: لغت میں: ”طاقت ور ہونا“ اصطلاح میں: فاعل میں ماخذ و معنی مصدری کا قوی و طاقت ور ہونا جیسے: اُسْتَهْزِئْ، ماخذ ”هَضَر“ بمعنی بڑھاپا ہے (اس کا بڑھاپا بہت زیادہ ہو گیا)۔

(۳۱) لَبَسَ ماخذ: فاعل کا مادہ و ماخذ پہننا، مثلاً: تَخْتَمُ، ماخذ ”خَاتَم“ ہے بمعنی ”انگوٹھی“ (اس نے انگوٹھی پہنی)۔

(۳۲) لَزُوم وَالْإِجْزَام: لازم ہونا، تعدیہ کے عکس خلائی متعدی کو لازم کر دینا جیسے: حَمِدَ اللَّهُ (اس نے اللہ کی تعریف کی) مجرد میں متعدی ہے، اور أَحْمَدُ، قائل تعریف ہوا (باب افعال میں لازم ہے)۔

(۳۳) لَبَسَ: لغت میں: لائق و مستحق ہونا“ اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری کے لائق و مستحق ہونا، مثلاً: أَلَامَ الْفَرَسُ ماخذ ”لَوَم“ بمعنی ملامت ہے، (سرور ملامت کے قائل ہوا)۔

## ساتواں سبق

(۳۴) مُبَالِغَة: کسی چیز میں زیادتی کرنا، اصطلاح میں: فاعل میں اصل مادہ و ماخذ کا زیادہ ہونا، خواہ مقدار میں ہو یا کیفیت میں۔

(الف) مُبَالِغَة فِي الْكَم (مقدار کی زیادتی)، جیسے: أَتَمَرَ النَّخْلُ، ماخذ

لے کر تو ماخذ: لغت میں: ماخذ کا بہت زیادہ ہونا، اصطلاح میں: فاعل میں ماخذ مادہ کا بکثرت پلایا جانا، جیسے: تَكَثَّرَتِ الْأَرْضُ، ماخذ ”تَكَثَّرَ“ بمعنی گھاس ہے (زمین سبز و زرخیز ہوئی)۔ قطعاً ماخذ: ”ماخذ کا“ فاعل کا ماخذ کے گھونے کرنا۔

”قمر“ بمعنی کھجور ہے (درخت خرما میں بہت زیادہ کھجور آئے)۔

(ب) مبالغہ فی الکیف: (کیفیت کی زیادتی) اَسْفَرَا الصُّبْحُ، ماخذ ”سفر“ بمعنی روشن ہے (صبح بہت زیادہ روشن ہوئی)۔

(۳۵) مُشَارَكَةٌ: لغت میں: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: فاعل اور مفعول کا کسی کام کو مل کر اس طرح انجام دینا کہ ان میں سے ہر ایک معنی فاعل بھی ہو اور مفعول بھی؛ اگرچہ لفظاً ایک فاعل دوسرا مفعول ہو، جیسے: قَاتَلَ مَسَاجِدَ سَمِيرَا (ساجد اور سمیر نے باہم قتال کیا)۔

(۳۶) مُطَاوَعَةٌ: لغت میں: انقیاد، بات ماننا، اثر قبول کرنا، اصطلاح میں: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو ذکر کرنا، خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعل اول کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے یا نہیں، جیسے: كَسَرْتُ الْإِنَاءَ فَإِنَّكَ سَرَّ (میں نے برتن توڑا تو برتن ٹوٹ گیا)۔

(۳۷) مُغَالَبَةٌ: باب مفاعلت کا مصدر ہے۔ لغت میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اصطلاح میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے دو فریقوں میں سے کسی ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے باب مفاعلت کے کسی صیغے کے بعد نَصْرٌ، يَاضِرٌ بَ کے کسی فعل کو ذکر کرنا، جیسے: ضَارِبُنِي رَشِيدٌ فَضَرَبْتَهُ (رشید نے مجھ سے مار پیٹ کی تو میں مار پیٹ میں اس پر غالب آ گیا)۔

(۳۸) مُوَافَقَةٌ: لغت میں: ایک دوسرے کے مطابق اور موافق ہونا، اصطلاح میں: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں متفق ہونا یعنی اس کے ہم معنی ہونا، جیسے: ذَجَى اللَّيْلُ وَادْجَى اللَّيْلُ (رات تاریک ہوئی) دونوں کے ایک معنی ہیں۔

۱۔ صبح ماخذ: فاعل کا ماخذ ہے: حَظَل (اس نے حرکت و تصرف سے روکا)۔ مَوَالَات: پے در پے کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مسلسل اور لگاتار کرنا، مثلاً: وَاصَلْتُ الْجُهْدَ (میں نے لگاتار محنت کی)۔

(۳۹) نسبت بماخذ: لغت میں: ماخذ کی طرف منسوب کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کی طرف ماخذ معنی مصدری منسوب کرنا، مثلاً: فُسِّقْتُہ، ماخذ ”فِسق“، ہے (میں نے اس کو فاسق کہا)۔

(۴۰) وجدان بلغت میں پانا، اصطلاح میں فاعل کا مفعول کو معنی مصدری کے ساتھ بحیثیت فاعل یا مفعول متصف پانا۔

(الف) اَبْخَلْتُہ (میں نے اس کو بخل کے ساتھ متصف یعنی بخیل پایا)۔

(ب) اَحْمَدْتُہ (میں نے اس کو حمد کے ساتھ متصف یعنی محمود پایا)۔

(۴۱) مَاخَذَ: نکلنے کی جگہ، جن سے فعل نکلتے ہیں خواہ مصدر ہو، یا اسم جامد، جیسے: كَتَبَ کا لفظ نکلا ہے ”كِتَابَة“ سے جو مصدر ہے، اور اَثْمَرَ نکلا ہے، ثَمَرَ سے جو اسم جامد ہے۔

کبھی صرف مادہ کے حروف ہی ماخذ ہوتے ہیں اور کبھی زائد حروف مل کر ماخذ ہوتے ہیں، جیسے: اَعْرَقَ بنا ہے ”عِرَاق“ سے۔

اسی ماخذ کے معنی و مفہوم کو معنی ماخذ و مدلول ماخذ بھی کہا جاتا ہے، جیسے: كَتَبَ کا ماخذ كِتَابَة (لکھنا) ہے اور اَثْمَرَ کا ماخذ ”ثَمَرَ“ (پھل) ہے لکھنے اور پھل کو مدلول ماخذ معنی ماخذ بھی کہا جاتا ہے۔

## تمرین

- (۱) اعطاء ماخذ کی تعریف مع قسمیں بتائیے! (۲) اقتضاب کی تعریف کیجیے!
- (۳) بلوغ کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۴) امتحاز کی چاروں قسموں کو بیان کیجیے!
- (۵) جَلَلْتُ الفرس میں کوئی خاصیت ہے؟ (۶) تشارك کا مفہوم بیان کیجیے!
- (۷) تعدیہ کی الگ سے کوئی مثال دیجیے! (۸) تحول کی تعریف مع مثال لکھیے!

- (۷) تعدیہ کی الگ سے کوئی مثال دیجیے (۸) تحول کی تعریف مع مثال لکھیے  
 (۹) تنازل کسے کہتے ہیں؟ (۱۰) طلب کی کوئی مثال نقل کیجیے  
 (۱۱) حیون کا مفہوم کیا ہے؟ (۱۲) مطاہت کی تعریف مع مثال بیان کیجیے  
 (۱۳) مشارکت کسے کہتے ہیں؟ (۱۴) مبالغہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

## خاصیات ابواب

### آٹھواں سبق

خاصیات جمع ہے خاصیت کی۔ لغت میں: خاص ہونے والا ہونا، صرفہوں کی اصطلاح میں: لفظ کے اصل لغوی معنی سے وہ زائد خاص معنی جو اس لفظ کے کسی خاص باب سے ہونے کی وجہ سے اس لفظ میں پیدا ہوئے ہوں، مثلاً: خَوَج، خَوَظْکَا، أَخْرَجْ نکالا، نکالنے میں اصل معنی لغوی ”نکلتا“ بھی موجود ہے؛ البتہ ایک زائد مفہوم یعنی ایک کا دوسرے کو نکالنا بھی پایا جا رہا ہے، جو اصل معنی کے علاوہ ایک زائد معنی ہے، جو اس لفظ کے باب افعال سے آنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں، اسی کو ”تعدیہ“ کہتے ہیں، اور یہی باب کی خاصیت کہلاتی ہے۔

شروع کے تین ابواب: نَصْر، ضَرْب، سَمْع، کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے

اُمّ الابواب کہلاتے ہیں، ج ۳..... ☆

لَاغَضَ بِمُخَصَّرٍ سے اسم فاعل ”خاص“ کے آخر میں ”یا“ مشدّد ”اور“ ”معنی مصدری پیدا کرنے کے لیے لائی گئی ہے، خاصیت اصل میں: خاصیت بر وزن ”فَاعِلِيَّة“ ہے اسم فاعل یا اسم مفعول کے معنی میں ہے، خاص ہونے والی چیز ہونا، یا خاص کی ہوئی چیز ہونا۔ ۲ ابواب کی اصل و بنیاد، فائدہ: یہاں نحو یا منطق کا خاصہ مراد نہیں؛ کیوں کہ عربوں اور متفقیوں کے نزدیک خاصہ کہتے ہیں: کجی فنی میں پایا جائے اس کے علاوہ میں نہ پایا جائے؛ اگرچہ وہ فنی کہی اس کے بغیر ہو (کتاب التصريفات بتصرف ص: ۹۱) مگر صرفیوں کے یہاں ایسی بات نہیں بلکہ بسا اوقات ایک باب کی خاصیت دوسرے باب میں بھی پائی جاتی ہے مثلاً: تعدیہ باب افعال کی بھی خاصیت ہے اور تفعیل کی بھی۔



مغالہ: کے لیے کوئی بھی فعل باب نصر سے اس وقت آئے گا؛ جب کہ وہ مثال وادی دیا، اور اجوف یا ئی ناقص یا ئی نہ ہو بلکہ صحیح، مہموز، اجوف و ناقص وادی، اور مضاعف ہو تب نصر سے آئے گا خواہ وضعی طور پر کسی بھی باب سے ہو، جیسے: خَاصِمْنِي نَبِيلٌ فَخَصَمْتُهُ (نبیل نے مجھ سے جھگڑا کیا تو میں اس پر جھگڑے میں غالب رہا) يُخَاصِمُنِي مَسِيرٌ فَأَخْصَمْتُهُ (مسیر مجھ سے جھگڑتا ہے تو میں اس پر جھگڑے میں غالب آجاتا ہوں) خَصَمَ باب ضَرْب سے ہے لیکن مغالے میں أَخْصَمُهُ باب نصر سے لایا گیا ہے۔

(۲) تصییر: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری و ماخذ سے متصف کرنا، جیسے: فَلَيْتَ الْمَالِ (اس نے مال کے تین حصے کیے) ماخذ ”فَلَيْتَ“ بمعنی تہائی ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بلکہ پہلے فعل کا قائل کو دوسرے فعل کا قائل بنا کر اس کا بھی غلبہ ظاہر کیا جاسکتا ہے، جیسے: يُوَانِسُ نَجِيبٌ سَلِيمًا فَيَانِسُ سَلِيمٌ بنجیب (نجیب اور سلیم آپس میں محبت کرتے ہیں تو سلیم نجیب پر محبت میں سبقت لے جاتا ہے) اسی طرح: فَاوْصَتْ سَاجِدًا فَوَاصَتْهُ وَالْقَوْمُ (میں نے ساجد سے کہا کہ وہ اپنے قوم کے ساتھ رہے) میں مقابل کیا تو میں غالب رہا۔

۱۔ کیوں کہ اگر مثال وغیرہ ہے تو باب ضَرْب سے آئے گا، جیسا کہ آگے صفحہ ۲۲ پر آ رہا ہے، اس لیے کہ ان سب سے باب نصر نہیں آتا، الا ایک دو لفظ کے۔ فائدہ: مغالہ قیاسی طور پر جن افعال سے چاہیں بنائیں ایسا نہیں ہے بلکہ مسموع یعنی عرب سے سننے پر موقوف ہے، لام سیویہ فرماتے ہیں: ليس في كل شيء يكون هذا الا ترى: اَنْتَ لا تقول: نَزَعَنِي فَنَزَعْتُهُ وَأَنْزَعُهُ بَلْ نقول: هذا الباب مسموع (نہی، ص: ۳۰، نوادر ص: ۸۵) مغالہ کے لیے باب نصر کے خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غلبہ کے اکثر افعال زیادہ تر نصر سے آتے ہیں، جیسے: تَجَبَّرَ (تجاوز ہوا) جَعَزَ (کثرت میں غالب آیا) فَعَزَّ (جوعے میں غالب آیا) (نوادر، ص: ۸۵، نہی: ۲۹) مَرَقَ الْقِدْزُ (شور بازیاہ کیا)۔ فَصَّرَ کی چند دیگر خاصیتیں: (۱) توقیف، جیسے: عَدَا (بوقت صبح گیا)۔ (۲) اتخاذاً قاعلاً کا مادہ و ماخذ بنانا، جیسے: جَعَزَ يَجْعُزُ (اس نے دیوار بنائی) ماخذ ”جَعَزَ“ بمعنی (دیوار) ہے۔ حاض: اس نے حوض بنایا، حَضَنَتِ الْمَرْأَةُ الْوَلَدَ (عورت نے بچے کو بغل میں لیا)۔ (۳) تَعَمَّلَ: قاعلاً کا ماخذ و مادہ کو کاہل لانا، جیسے: غَصَا يَغْصُو (اس نے لاشی سے مارا) ماخذ ”غَصَا“ بمعنی ”لاٹھی“ ہے۔ (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

(۳) بلوغ: فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی میں پہنچنا، مثلاً: عَرَضٌ يَغْرُضُ (مکہ یا مدینہ یا اس کے اطراف میں پہنچنا)۔

## تحریر

- (۱) خاصیت کی تعریف کیجیے! (۲) ام الابواب کون کن سے پزلار کیوں؟  
 (۳) نصر کی سب سے مشہور خاصیت کیا ہے؟ (۴) نَصْر سے مغالبہ کے آنے کی کیا شرطیں ہیں؟ (۵) نصر کی کم از کم دو خاصیتیں بیان کیجیے! (۶) مغالبہ اور نصیر کی تعریف مع مثال بیان کیجیے! (۷) بضارب معینہ کریماً فیضرب معیناً پر اعراب لگائیے اور بتائیے کہ نصف ماجدہ ماجد آدھے تک پہنچا میں کونسی خاصیت ہے؟

(بقیہ صفحہ گذشتہ) فَلَئَ: فَعْلٌ وَثَرًا، فَلَئَا يَفْلُو فَلَئًا (گلی ڈنڈا اٹھلنا)۔ (۳) اصاب: کسی چیز کا فعل کے بارے میں ماخذ تک پہنچنا، جیسے: جَلَدَةٌ يَجْلُدُهَا السُّوْطُ (اس نے کوڑے سے اس کو مارا) ماخذ "جلد" ہے بمعنی کھال یعنی کوڑا کھال تک پہنچنا۔

(۵) منع ماخذ: فاعل کا کسی کو ماخذ سے باز رکھنا، جیسے: حَظْلٌ يَحْظِلُ اس نے حرکت و تصرف سے روکا ماخذ وادہ "حَظْلٌ" ہے۔

(۶) تغلبط: فاعل کا مفعول سے کسی چیز کا ملانا، مثلاً: يَنْشِجُ يَنْشِجُ، مَزَجٌ يَمْزُجُ (اس نے ملایا)۔

(۷) سحر: فاعل کا مفعول کو ڈھانکنا، جیسے: حَجَبٌ، اس نے چھپایا۔

(۸) جمع: یعنی باب نصر سے ایسے افعال بکثرت آتے ہیں جن میں جمع اور انکھار کرنے کا مفہوم ہو، جیسے: حَشَرٌ يَحْشُرُ اس نے جمع کیا۔ (۹) اخذ ماخذ: کسی چیز سے ماخذ لینا، جیسے: تَلَّكَ الْعَالِ يَنْتَلِسُ اس نے مال کا تہائی حصہ لیا۔ گویا تَلَّكَ میں خاصیت نصیر بھی ہے اور اخذ ماخذ بھی اس باب کی یہ بھی خاصیتیں ہیں۔ (۱۰) ادفع ماخذ، جیسے: يَزِقُ اس نے ہموکا۔

(۱۱) صیرونت: فاعل کا مادہ و ماخذ والا ہونا، جیسے: تَبَابٌ يَتَوَبُّ، دہان ہوا، ماخذ "تَبَابٌ وَتَوَبُّ" بمعنی دروازہ ہے۔ (۱۲) مَلَبٌ: معنی مصدری کو زائل کرنا، جیسے: يَحْشُرُ يَحْشُرُ اس نے کھال اتاری، ماخذ "يَحْشُرُ" بمعنی چھلکا و کھال ہے۔ ۱۔ نَصَفَ الْمَسَافَةَ يَنْصُفُ (دو آدمی مسافت تک پہنچا)۔

# نواں سبق

## خاصیت باب ضَرْبَ

باب ضَرْبَ یَضْرِبُ کی مشہور خاصیتیں تین ہیں، ان میں سب سے اہم مغالبہ ہے۔

(۱) مُغَالِبَہ: کوئی بھی فعل جب کہ وہ مثالِ واوی، یا مثالِ یائی، یا اجوفِ یائی یا ناقصِ یائی ہو تو مغالبہ کی صورت میں ضَرْبَ یَضْرِبُ بے لاتے ہیں مگر چہ وہ کی اہ باب سے ہو، مثلاً: وَأَخْمَعْنِي رَشِيدٌ فَوَخَفْتُهُ (رشید نے مجھ سے بدخشی میں مقابلہ کیا تو میں غالب آگیا)۔

يُؤَاهِبُنِي فَأَهْبُهُ (وہ مجھ سے لینے دینے میں مقابلہ کرتا ہے تو میں سبقت لے جاتا ہوں) أَهْبُهُ، واحد مکمل فعل مضارع فتح سے ہونے کے باوجود ضَرْبَ سے لایا گیا ہے۔

(۲) سلب: فاعل کا مفعول سے معنی مصدری زائل کرنا، جیسے: فَشَرُّ يَغْفِرُو اس نے کھال اتاری، خَفَنِي يَغْفِي (اس نے پوشیدگی دور کی)۔

۱۔ نصو کی طرح اس باب کی بھی بہت سی خاصیتیں ہیں جن کا احاطہ شواہد سے یہاں صرف مشہور خاصیتیں بیان کی جا رہی ہیں۔ ۲۔ مثالِ واوی، فعلِ ماضی کی مثال ہے۔ ۳۔ مثالِ واوی فعل مضارع کی مثال ہے۔ ۴۔ يَأْكُلُ يَأْكُلُو (وہ مجھ سے کھاتی کرتا ہے تو میں جیت جاتا ہوں) مثالِ یائی فعل مضارع کی مثال: بَايَعُ كَرِيمٌ أُنَيْسًا فَيَبِيعُهُ (کریم انیس سے معاملہ کرتا ہے تو انیس کریم پر غالب آجاتا ہے) اجوفِ یائی: تَلَا فِي بَشَرٍ عَائِشَةً فَعَلَّقَهَا، بشری عائشہ سے ملنا جلتا کرتی ہے تو بشری عائشہ پر سبقت لے جاتی ہے، ناقصِ یائی کی مثال ہے۔

(۳) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: سَقَا، اس نے سقاک اللہ کہا (اللہ تمہیں سیراب کرے)۔

۱۔ فائدہ: ضرب کی چند دیگر حالتیں یہ ہیں (۱) بلوغ: قائل کا ماخذ زانی یا مکانی میں آنا، جیسے: يَمْنَنُ الرَّجُلُ يَمْنَنُ مَوْلَاهُ یعنی طرف آیا۔

(۲) طلب: قائل کا مفعول سے ماخذ لگنا، جیسے: جَذَّاهُ، اس نے اس سے بخشش طلب کی ماخذ ”جَذَّاهُ“ بمعنی بخشش ہے۔

(۳) دخول: قائل کا مفعول یا محل ماخذ ہو جانا، جیسے: تَمَسَّسَ الْجَدِيُّ يَتَيْسُ، بکری بکرائن لگی۔ (۴) اصابت: کسی چیز کا فعل کے بارے ماخذ تک پہنچنا، جیسے: جَذَّاهُ بالسُّوطِ يَجْذُلُ، اس نے اس کو کوڑے سے مارا، ماخذ ”جَذَّاهُ“ بمعنی کمال ہے یعنی کوڑا کمال تک پہنچا (۵) جمع: قائل کا مفعول کو جمع کرنا جیسے: تَنَظَّمْ، (اس نے پرویا)۔

(۶) تفریق: قائل کا مفعول کو جدا کرنا، جیسے: تَنَسَّمَ يَتَسِمُ اس نے تنسیم کیا، مصلیٰ اس نے جدا کیا۔ (۷) قطع ماعدا: ماخذ کا پایا جانا یعنی مفعول کو کاٹنا، جیسے: خَلَّى يَخْلِي جَانُرُوں کے لیے ہری گھاس کاٹنا، خَلَّى کے معنی ہیں ”ہری گھاس“ (۸) منع ماعدا: قائل کا کسی کو ماخذ سے باز رکھنا، جیسے: حَقَّلَ يَحْقِلُ اس نے حرکت و تصرف سے روکا۔

(۹) استطراد: قائل کا کسی جگہ میں قرا رہنا، جیسے: تَوَيَّ يَتَوَي کسی جگہ ٹھہرا، ٹھہرا (۱۰) زعمی: سمجھنے کا ملہو کر کہنے والے افعال، جیسے: قَلَّدَ يَلْدِي اس نے پینکا۔

(۱۱) اصلاح: قائل کا کسی چیز کو درست اور ٹھیک کرنا، جیسے: نَسَّجَ اس نے کپڑا بنا، عَاظَ يَعْظُ اس نے رولا۔ (۱۲) تصویت: آواز سے تعلق رکھنے والے افعال، جیسے: نَطَقَ يَنْطِقُ وہ بولا، وَعَضَ يَعْضُ اس نے نصیحت کی۔

(۱۳) حصول، (۱۴) اعطاء ماخذ ”أَجَزَ الْفَرَسُ“ اس نے آوی کو اجرت دی، اس میں تعدیہ بھی ہے۔ (۱۵) کثرت ماخذ، جیسے: وَتَبَ الْمَكَانُ، جگہ بہت گھاس والی ہوئی، وَتَبَ ماخذ ہے بمعنی ”گھاس“ (۱۶) تعلیل، جیسے: طَانَ يَطْنُ الْحَالِطُ، دیوار کو گارے سے لپکا (۱۷) اطماع ماخذ، جیسے: غَبَزَ فَنَهُ، میں نے اس کو روٹی کھائی (۱۸) لباس ماعدا، جیسے: غَطَّاهُ، اس نے اس کو ڈھکا

## تمرین

(۱) باب ضرب سے مغالبہ آنے کے لیے کیا شرطیں ہیں؟ (۲) واقع سے مغالبہ لائیں گے تو مضارع کس باب سے آئے گا؟ (۳) ضرب کی کم از کم دو خاصیتیں بیان کیجیے! (۴) اجوف واوی ویائی سے مغالبہ کس باب سے آئے گا؟ (۵) قصر کی مثال مع تعریف بیان کیجیے! (۶) ہلوع کی تعریف کیجیے اور مثال دیجیے!

## دسواں سبق

### خاصیت باب سَمِعَ

سَمِعَ یَسْمَعُ کا باب متعدی کے مقابلے میں لازم زیادہ آتا ہے یہ باب زیادہ تر اعراض کے تعلق رکھتا ہے، اس باب سے آٹھ قسم کے افعال آتے ہیں: عِلَل، اَحْزَان، فُورَح، الوان، عُیُوب، حُلٰی، اشتعال والے افعال، ہیجانی اوصاف کے افعال۔  
(۱) عِلَل: علت کی جمع ہے بمعنی بیماری، یعنی وہ افعال جو بیماری کو بتائیں، جیسے: سَقِمَ (بیمار ہوا) مَرِضَ، وَجَعَ (درد مند ہوا)۔

(۲) اَحْزَان: حَزَن کی جمع بمعنی رنج و غم، یعنی وہ افعال جو رنج و غم کو بتائیں، مثلاً: حَزِنَ، غَمَلِکُنْ ہوا، شَجِعَ آہ و زاری کی، خَزِبَ مصیبت میں مبتلا ہوا۔

(۳) فُورَح: فُورَحُ خوشی، وہ افعال جن میں خوشی کا معنی ہو، جیسے: فُورِحَ، وہ خوش ہوا۔

(۴) الوان لون کی جمع ہے رنگ، وہ افعال جو رنگ کو بتائیں، مثلاً: شَہَبَ

---

اعراض جیسے: بیماری، خوشی، غم، لون، عیب وغیرہ۔ ج لفتح الراء۔ ج رنگ کے لیے زیادہ تر افعال والفعال کا باب آتا ہے، جیسے: اَحْمَرُ بہت سرخ ہوا، اَذْهَامُ بہت زیادہ سیاہ ہوا، اَبْیَضُ سفید ہوا، اِضْفَرُ زرد ہوا، اِزْرَاقُ نیلا ہوا، اِخْضَرُ اخضر ہوا۔

(سیاہی ملی ہوئی سفید رنگ والا ہوا) گدِرد (ٹیلا رنگ ہوا)۔  
 (۵) عُیُوب: عیب کی جمع وہ افعال جن میں عیب اور نقص کا مفہوم ہو، جیسے:  
 شَكِسَ، لَجَزَ (بخیل ہوا)۔

(۶) جُلِيَ: حاک کے منے اور کسرے کے ساتھ جَلِيَّة کی خلاف قیاس جمع ہے بمعنی صورت، خلقت، ہیئت، اس سے مراد اعضا کی وہ ظاہری علامت ہے، جس کو آنکھوں سے دیکھا اور جانا جاسکتا ہو، جیسے: ضَلَع (پیدائشی ٹیڑھا ہوا)۔

(۷) اشتعال و براہِ ہیئت کی پر دلالت کرنے والے افعال، مثلاً: بَطَرَ، اِتْرَا  
 فَلِقَ (بے چین ہوا)۔

(۸) وہ ہوجانی اوصاف جو بھوک و پیاس کو بتائیں، مثلاً: شَبِعَ (شکم سیر ہوا)  
 رَوَى (سیراب ہوا)۔

سمع مطاوعت کے لیے بھی آتا ہے:

مُطَاوَعَتُ فَعَلٍ، فَعَلَ کے بعد سَمِعَ کے کسی فعل کا آنا؛ تاکہ معلوم ہو کہ  
 فاعل نے مفعول کا اثر قبول کیا ہے، مثلاً: جَدَعَهُ فَعْدَعٌ، اس نے ناک کا ناکا تو  
 وہ کٹ گیا (نک کٹا ہو گیا)۔

مطَاوَعَتُ فَعَلٍ: عَلَّمَهُ فَعَلِمَ (اس نے اس کو سکھایا تو اس نے سیکھ لیا)۔

---

۱۔ لُہِبَ بھورے رنگ کا ہوا۔ اَدِمَ گندمی رنگ کا ہوا۔ ۲۔ غَرَجَ نظر اٹھا، شَبِعَ پراگندہ ہوا، غَوِزَ (کاٹا ہوا)  
 صَبَدَ (ٹیڑھی گردن والا ہوا) غَبِنَ (آنکھ کی بڑی چوڑی پٹلی والا ہوا) لُجِيَ (سیاہ ہو نکل والا ہوا) غَضِبَ (ناک  
 اور پٹکی کھڑا ہوا، خُسْبِرَ نیچے پٹنی ہوئی ہونٹ والا ہوا۔ ۳۔ غَارَ غَارَ (حیرت کھائی) خُومَسَ (بماہجنتہ ہوا) لُجِبَ  
 (غم ہوا)۔ ۴۔ صَدَعَهُ دَلُہِبَ (پیاسا ہوا)۔ ۵۔ لَوَّخْتَهُ فَلَخَعَ (اس کو خوش کیا تو وہ خوش ہو گیا)۔

## تمرین

(۱) مسموع سے کتنی قسموں کے افعال آتے ہیں؟ (۲) اس باب کی کم از کم پانچ خاصیتیں بیان کیجیے! (۳) خوشی و غمی کے افعال زیادہ تر کس باب سے آتے ہیں چند مثالوں سے واضح کیجیے! (۴) جلی سے کیا مراد ہے؟ (۵) طرب (وہ خوش ہوا) خمط (اچھی خوشبودار ہوا) فتم (بدبودار ہوا) مہلک (بدبودار ہوا) کس باب سے ہیں اور کیوں؟

قائدہ :- بعض الفاظ مسموع اور محرم دونوں سے آتے ہیں جیسے: اَؤم مَسْمُوعٌ گندہ رنگ کا ہوا عَجَف دِلا ہوا، حَقِيقٌ بے وقوف ہوا، خَوْفٌ بے وقوف ہوا، عَجَمٌ گونگا ہوا، رَغَنٌ بے وقوف ہوا؛ بشرطے کہ اس کلام کلمہ پانہ ہو، کیوں کہ ناقص یا ناقصہ سے نہیں آتا ہے سوائے تہی کے۔

تنبیہ: صرف کی مشہور کتاب ”مفصل“ کے بعض شارحین نے بیان کیا ہے کہ اس باب سے زیادہ تر امراض و تہذیلی حالت پر دلالت کرنے والے افعال آتے ہیں اس لیے کہ اس باب کے ماضی میں مکر پر فقر کے بجائے کسر دیا گیا ہے، مگر بالظاہر معنی میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیلی ہوتی ہے۔

مسموع کی چند دیگر خاصیتیں یہ ہیں: (۱) کشبہ بمعادلہ: قائل کا ارادہ مانڈ کے مانند ہونا، مثلا: اَسْبَدَ اَخْلَاقٌ و عادات میں شیر کے مانند ہوا، مانڈ اُسے معنی شیر ہے، فلیب مکاری و عیاری میں بھیلے کی طرح ہوا مانڈ ”فلب“ معنی بھیل ہے۔

(۲) صلب بمعادلہ: کسی چیز سے معنی مصدری کو دور کرنا، جیسے: خَفَا (اس نے پوشیدگی دور کی) مانڈ ”خفا“ معنی پوشیدگی ہے۔

(۳) تصبیر: قائل کا مفعول کو معنی مصدری والا کرنا، جیسے: ثَلَّثَ العَالَمَ، اس نے مال کے تین حصے کیے۔

(۴) زَوَّت: قائل کا مانڈ کو دیکنا، جیسے: يَكْزُ الكَلْبُ، کتے نے گائے کو دیکنا، مانڈ ”يَكْزُ“ معنی گائے ہے۔

(۵) لَصَوْقٌ: کسی چیز کا کسی چیز سے چپک جانا، جیسے: تَرَبَّ مِثْلِي و الا ہوا۔ (۶) صغوروت: قائل کا ارادہ مانڈ والا ہونا، جیسے: تَرَبَّ بہت مِثْلِي و الا ہوا، مانڈ ”تَرَبَّ“ معنی مِثْلِي ہے۔ تجرب خارش ہوا، مانڈ ”تجرب“ معنی خارش ہے۔

(۷) مَكْرَبٌ بمعادلہ: قائل میں مانڈ و بارہ کا بکثرت پلایا جانا جیسے: مَجْلَاتِ الارضِ زَمَنٌ بَزْرٍ و لا ہوئی، مانڈ ”مَجْلَا“ معنی گمان ہے، تجرب المکان، بڑی زیادہ ہوئی۔

(۸) تصعوف: قائل کا مانڈ سے ڈرنا جیسے: اَسْبَدَ (شیر کو دیک کر گھبرا) مانڈ اُسے ہے۔

# گیارہواں سبق

## خاصیت باب فُتْح

اس باب کی دو طرح کی خاصیتیں ہیں: لفظی، معنوی۔

لفظی خاصیت: یہ ہے کہ اس باب سے ایسے افعال آتے ہیں، جن کا عین یا لام کلمہ، یا دونوں حروف حلقی میں سے کوئی حرف آتا ہو، مثلاً: عین کلمہ حلقی ہو، جیسے: ذَهَبَ (دو گیا) لام کلمہ حلقی ہو، جیسے: وَقَعَ (دو گرا)۔  
عین و لام دونوں حلقی ہوں، جیسے: نَخَعَ (ذبح کے وقت چہری کو حرام مغز تک پہنچایا)۔

۱۔ اس باب میں حروف حلقی کی شرط اس لیے ہے کہ حروف حلقی کا عروج اسطر لٹل ہے، جو باعث ثقل ہے: اس لیے ان حروف کو باطن سے پہلے حرف کو نکل دیا گیا تاکہ "الفصحة أغف البعوض" کے تحت بہت حد تک ثقل ختم ہو کر یکسانیت پیدا ہو جائے، سہیہ، ص: ۷۳۔ ۲۔ تھا اس نے انیسویں رکھی پہنچ تم کی وجہ سے خود کشی کی: البتہ یہ ضروری ہے کہ عین و لام کلمہ حروف حلقی میں سے ایک جس کے ساتھ دوزخ دیگر باب سے ہوگا، سوائے: فَنَحْ کے دونوں ایک ہی جس کے ہیں فَنَحْ سے قطعاً ضعیف ہے، ورنہ یہ بھی مَنَحْ سے ہے۔ قائدہ: کسی فعل کے فَنَحْ سے آنے کے لیے یہ شرط ہے کہ عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو، یہ مطلب نہیں کہ جہاں کہیں عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو "فَنَحْ" سے آئے گا، جیسے: فَنَحْجَ فَنَحْجَ بہار ہوا، فَنَحْجَ فَنَحْجَ پہلا نصر سے ہے، مَنَحْ، شَهَبْ، فَنَحْ، مَنَحْ سے اور وَعْذَ، وَعْذَ، ضَرْبَ سے ہیں۔ قائدہ مہمہ: صاحب فائدہ الہیان طالعہ عبدالرحیم علی پوری نے اپنی کتاب میں نہایت اہم بات لکھی ہے کہ: اعداد کے الفاظ فَنَحْ سے غُفْرَ تک اگر لام کلمہ حرف حلقی ہو تو اعداد و تصنیف دونوں خاصیت کے لیے فَنَحْ سے آتے ہیں: جیسے: فَنَحْجَ فَنَحْجَ (دو قاتی حصہ لیا یا چار حصے کیے) فَنَحْجَ فَنَحْجَ فَنَحْجَ، اور اگر لام کلمہ حرف حلقی نہ ہو تو پھر خامیہ و اعداد کے لیے ہو، تو نصیر سے اور تصنیف کے لیے ہو تو ضرب سے: جیسے: اَخْمَسَ اَخْمَسَ (پانچواں حصہ لیا) اَخْمَسَ اَخْمَسَ (پانچ حصے کر دیے) (ص: ۱۲)۔

حروف حلقی چھ ہیں: ہمزہ، ہاء، عین، حاء، غین، خاء۔  
شعر: حروف حلقی شش بود اے نور عین ہمزہ، ہاء، حاء، خاء، عین، غین

## مشہور معنوی خاصیتیں تین ہیں:

(۱) إعطاء ماخذ: فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ دینا جیسے: لَحْمَهُ (اس نے اس کو گوشت کھلایا) ماخذ ”لحم“ ہے۔  
(۲) حصول: فاعل کا ماخذ کی طرف منتقل ہونا، جیسے: ذَهَبَ (سونا ہو گیا) ماخذ ”ذَهَب“ بمعنی سونا ہے۔

(۳) سلب: فاعل کا معنی مصدری سلب کرنا، جیسے: مَلَخَ (اس نے کھال کھینچی) حَمَا الْبَشَرُ (اس نے کتوں سے کچھڑ نکالی) ماخذ ”حما“ بمعنی کچھڑ ہے۔  
اس باب کے عین یا لام کلمے کا حرف حلقی ہونا شرط ہے؛ لیکن رَكَنٌ یُرْکَنُ

۱۔ ان حروف میں نقل، حرف کی ترتیب سے ہے یعنی سب سے زیادہ نقل ہمزہ میں ہے پھر ہاء پھر عین میں آخری شرح شافعی ص: ۳۸۴ ج ۱ ضمیمہ اس نے اس کو چربی دی۔ ج ۱۱۱ الفاظ مستثنیٰ ہیں یعنی حروف حلقی نہ ہونے کے باوجود فتح سے آئے ہیں، وہ علامہ سعد اللہ صاحب نوادر الوصول کے بسیار تلاش و جستجو کے مطابق سترو ہیں: وہ یہ ہیں:  
(۱) زَكَنٌ یُزَكَّنُ وَکُونًا (اُکُل ہوتا) (۲) اَبَیْ یَابَیْ اَبَاءُ (اُتْکَر کرتا) (۳) هَلْکَ یَهْلَکُ فَلَکَ (فَکَا ہوتا) صاحب کشف نے اپنی تفسیر میں اس کو بیان کیا ہے کہ اس میں ایک قرأت ابی یابی کی بھی ہے۔ فَرَا الْحَسَنُ بِفَتْحِ اللَامِ وَهِيَ لَمَّةٌ لِحَوَابِیْ یَابَیْ (کشف للزمر معشری ص ۲۵۱) (۴) زَكَنٌ یُزَكَّنُ وَکُونًا (پناہ لینا) (۵) اَبُو عَیْبِدَہ کے قول کے مطابق جیسی بھی جہاء (جمع کرتا) (۶) مَدَّ سَبُوبَہ لَلّی یَقْلُی لَہِیَا (گوشت بھونا) (۷) غَضُضُ یَغْضُضُ غَضًا (دانت سے مضبوطی سے کاٹنا) جیسی کُضْرَہ سے ملتی ضرب اور غَضُضُ سَح سے زیادہ مشہور ہیں ملتی یَقْلُی قِیلَہ ماریہ یا طائیہ کی ضعیف لغت ہے یا از قبیل تداعیل ہے (۸) غَشِیْ یَغْشِیْ غَشِیًا (دھانکتا) (۹) شَجِیْ یَشْجِیْ شَجًا (شکین ہوتا) (۱۰) عَشِیْ یَعْشِیْ عَشِیًا (بہت زیادہ لدا کرتا) (۱۱) مَلَا یَمْلِیْ مَلِیًا (تسلی پانا) (۱۲) لَفَطٌ یَلْفَطُ لَفْطًا (اُپس ہوتا) لغت طائیہ میں در نہ یہ بھی سمیع سے ہے لیکن ہے کہ یہ بھی از قبیل تداعیل

ہو (رضی، ص: ۵۰) (باقی اگلے صفحہ پر)

رُکُونًا (مائل ہونا) ابی یابی اباءاً (انکار کرنا) حروف حلقی نہ ہونے کے باوجود فتح سے ہیں اس لیے کہ رُکُنْ یَرْکُنْ تداخل کے قبیل سے ہے اور ابی یابی شاذ ہے۔  
فائدہ :- یہ شاذ خلاف فصاحت نہیں کیوں کہ قرآن میں ہے: تَابِیْ قُلُوْبُهُمْ

تد اخل: باعتبار لغت: ایک دوسرے میں داخل ہونا، اصطلاح میں: ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے: فُضِّلَ یَفْضُلُ، سَمِعَ سے ہے صاحب فیض ہونا، اور فُضِّلَ یَفْضُلُ، کَرَّمَ سے بھی ہے صاحب فضیلت ہونا، اب سمع کا ماضی اور کرم کا مضارع لے

(پتہ) ابوجان فرماتے ہیں کہ: حلقی الحین یا الحی الام فتح سے ہوتا ہے، نوادر میں: ۸۸، یہ کہ نہیں ہے بلکہ اکثری ہے تحقیق یہ ہے کہ وہ فتح سے ہو گیا سمع سے دیگر ابواب سے بہت کم ہوتا ہے۔ (جسری (۳) قطعی یفطی، مخطو، قدس کو شہادہ کے چٹا (۱۳) علی یفطی، غلاء بلند ہونا (۱۵) غل، یفعل یفعلو کو فریب والا ہونا (۱۶) قبل یقبل قبولاً قبول کرنا (۱۷) اتم یا تم العاء گناہ کرنا، آخر کے تین کو صاحب قاموس نے بیان کیا ہے، (نوادر میں: ۸۸) ل شاذ: وہ لفظ جو قاعدے یا استعمال کے خلاف ہو، اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) صرف قیاس و قاعدے کے مخالف ہو استعمال کے مخالف نہ ہو، جیسے: مَسْجِدٌ فَوْذٌ، ضَبَّةٌ (۲) صرف استعمال کے مخالف ہونہ کہ قیاس کے۔ جیسے: مَسْجِدٌ مَخْمٌ، یہ دونوں صورتیں خلاف فصاحت نہیں ہیں (۳) استعمال و قیاس دونوں کے مخالف ہو، جیسے: وَالْفَطْعُ، وَالْبَجْدُ، یَقُولُ الْغَنِي: وَأَبْقَضُ الْعَجْمُ نَاطِقًا اِنِّیْ وَهْ صَوْتُ الْجَمَارِ الْبَجْدُ کَمَا لَقَوْلُ هُوَ الْمَضْرُوكُ، لسان العرب ج ۲/۲۰۷ ہر دو، یہاں فعل پر الف لام داخل ہے یہ خلاف فصاحت ہے: لَهْدَ لَهْبٍ یَا بَیْ استعمال کے خلاف نہ ہونے کی وجہ سے غیر فصیح نہیں ہے (سہریدہ زنجانی ج ۱: ۱۸-۱۹) ج سورۃ التوبہ: آیت: ۳۴۔

باصح کی دیگر چند نامیتیں یہ ہیں: (۱) اتحاد: فاعل کا ماخذ بنانا، مثلاً: ہَارِیْنَا رَأْسَ نِکْوَالِ بَالِیَا ماخذ "ہتر" کنواں ہے۔ (۲) عمل: بارہ ماخذ کو کام میں لانا، مثلاً: وَنَحْنُ یُزْمَعُ اس نے نیزہ مارا، ماخذ "نمناح" یعنی نیزہ ہے نقل (اس نے فعل لگایا) (۳) کسر: ماخذ: ماخذ کو توڑنا، مثلاً: (اس نے توڑا، سورہ کیا) (۴) اصابت: نزائے اس نے اس کے سر پر دم لگایا۔ (۵) اہلاء: تکلیف دینے کا مٹو کر کے والے افعال جیسے: لَسَعَ یَلْسَعُ (ڈک سے ڈسا) لَدَغَ (مٹھ سے ڈسا)۔ (۶) اعطاء: ش: کسی چیز کے بدلے کچھ دینا جیسے: بَنَعَ، نَحَلَ، کسی چیز کے بدلے اس نے دیا (۷) طلبہ: یعنی وہ افعال جن میں قلب کی بات ہو، جیسے: قَهَرْتُ قَالِبَ آيَا (۸) دلع: ماخذ جیسے: وَزَا، دلع اس نے دفع کیا (۹) مسبر: جیسے: سَمِعَ وہ چلا (۱۰) تصویب: حج و پکار کا مٹو کر کے والے افعال، جیسے: جَسَرَخَ اس نے چٹا (۱۱) جَسَرَخَ: جَسَرَخَ اس نے گھوٹ گھوٹ کیا۔ (۱۲) بلوغ: نسلخ الشہر مہینہ ختم ہوا (۱۳) الہام: لَحَقْتُ (میں نے اس کو لایا) (۱۴) کثرت: ماخذ: کَثَرَتِ الْمَكَانُ (گھاس زیادہ ہوئی) (۱۵) مسرودت: لَجِبَ الطِّفْلِ بَنَیْ کورال لگیا۔

کر فِضْلُ یَفْضُلُ استعمال کرنا تداخل ہے، اسی طرح رَکَنٌ یُرَکَنُ، نَقَصَ سے بھی ہے اور رَکَنٌ یُرَکَنُ، مَسَعَ سے بھی ہے؛ لہذا انصر کا ماضی اور مسمع کا مضارع لے کر رَکَنٌ یُرَکَنُ استعمال کیا گیا ہے، جو از قبیل تداخل ہے۔

## تمرین

- (۱) باب ففتح کی لفظی خاصیت بیان کیجیے
- (۲) حَلَقِی الْعَیْنِ و حَلَقِی الْاِمَامِ کی ایک ایک مثال بیان کیجیے
- (۳) معنوی خاصیتوں میں سے کم از کم دو کو بیان کیجیے
- (۴) تداخل کے لغوی و اصطلاحی معنی مع مثال بیان کیجیے

## بارہواں سبق

### خاصیت باب کُرم

اس باب کی چند خاصیتیں ہیں:

- (۱) یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے۔ (۲) یہ باب ان اوصاف کے لیے آتا ہے، جو خلقی و فطری اور پیدائشی ہوں، جیسے: حُسْنٌ، قُبْحٌ وہ اوصاف ہیں جو ولادت کے وقت سے ہوتے ہیں کسی نہیں ہیں، خلقی اور پیدائشی اوصاف تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اوصافِ خَلْقِیہ حقیقیہ: یعنی وہ اوصاف جو پیدائشی اور فطری ہوں،

یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے، سوائے وَحْبٌ کَا حَبِّهِ زُحْنُکَ الدُّارُ کیوں کہ اس باب سے آنے والے افعال کا معلق خود اس کی ذات سے ہوتا ہے غیر معلق نہیں ہوتا اس لیے یہ باب متعدی نہیں ہوتا اگرچہ شاعر رضی نے متعدی نہ آنے کے قول کو مخدوش قرار دیا ہے: کیوں کہ یہ اس اوقات متعدی بھی آتا ہے جیسے: اَنْ تَسْرُوْا قَدْ حَلَّكَ الْبَحْرُ اَنْیْ بَلَغَ وَ دَخَلَ (بلاشبہ نرسین پہنچا) (رضی، ص: ۳۲، نوادر الوصول، ص: ۹۰)

ولادت کے وقت سے پائے جاتے ہوں، بعد کی کوشش و محنت کے ذریعے حاصل نہ ہوئے ہوں، جیسے: ضَعُوفٌ (چھوٹا ہوا) طَوُولٌ (لمبا ہوا) قَصُورٌ (پستہ قد ہوا)۔  
 (۲) اوصافِ خَلْقِیۃ حَکَمِیۃ: یعنی وہ اوصاف جو فطری اور پیدا کنی تونہ ہوں؛ لیکن موصوف کی ذات کے لیے کسب و تمرین کے بعد اس طرح لازم ہو گئے ہوں کہ جنانہ ہوتے ہوں، جیسے: فَتَقَدَّرَ (فقیہ ہو گیا)۔  
 (۳) خلقی حقیقی کے مشابہ اوصاف: یعنی وہ اوصاف جنہ پیدا کنی ہوں، اور نہ بعد میں لازم ہو گئے ہوں؛ بلکہ عارضی ہوں؛ البتہ کسی وجہ سے حقیقی اوصاف سے مشابہت رکھتے ہوں۔ جیسے: جَنْبٌ (جنبی ہوا) فائِدہ:۔ کبھی جن اوصاف میں دوام اور ظہور اور ہوتا ہے اس باب سے آتے ہیں، جیسے: طَهْرٌ (پاک ہوا) مَكْثٌ (وہ ٹھہرا)۔

## خاصیت بابِ حَسْبِ

حَسْبٌ سے صرف بتیس (۳۳) الفاظ آتے ہیں، ان میں سے انیس یہ ہیں:

۱۔ اَخْلَمَ (بردا ہوا) وَلَقِيَ (مہربانی کا برہنہ کیا) خَسَنَ (خوب صورت ہوا) لَتَجَّ (بد صورت ہوا)۔  
 ۲۔ سَاہِلًا (ساحل پر) کَلَامًا (کلام) سے نقل رکھنے کے بعد فقہات لکھی رائج ہو جاتی ہے، کہ گویا موصوف کی ذات کے لیے لازم ہو۔  
 ۳۔ جَنَبِیْ (جنبی) آدمی شرمناک ہوتا ہے پاکی حاصل کیے بغیر بہت سے اعمال نہیں کر سکا گویا اس کو بہت سے مشابہت پائی گئی۔  
 ۴۔ فائِدہ: کرم اور یاری دہا قص یاری سے نہیں آتا صرف غِنًا غِنًیًا (خوش حال ہوا) بَنَیْ (بنا ہوا) حَسَنٌ (خوب صورت ہوا) اور فَتَقَدَّرَ (کمال اعلیٰ ہوا) مستثنیٰ ہیں اس باب سے مطابقت نہیں آتا کیوں کہ خبرہ نقل ہے اس باب میں حرید نقل پیدا ہوا جائے گا، عمومی نام پولس کا قول: لَتَجَّ ثَلَاثٌ (آپ محل منہ ہوئے) مثلاً ہے (رضی، ص: ۳۱) فائِدہ:۔ اوصاف ظنی کسی صبح سے بھی آتے ہیں؛ لیکن کرم سے مزید صفت عام طور پر دوام کو دیتا ہے جیسے: حَلَمٌ (حسین اور سب سے مزید صفت زیادہ تر قہور سے وقت کو تانے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: حَسَنٌ (حسین، طر حسانہ) خوش۔  
 ۵۔ بابِ حَسْبِ سے چوں کہ محدود ہے چند الفاظ آتے ہیں ان کے جان لینے سے ان کے خصوصیات کا بھی علم ہو جاتا ہے، ان کی تعداد صاحبِ فصول اکبری علامہ محمد اکبر لاہوری نے تیس بیان کی ہے، انہیں انہوں نے فصول اکبری میں بیان فرمایا ہے باقی کما صول اکبری کی عربی شرح، شرح موصول اکبریہ میں بیان فرمایا ہے۔

- (۱) نَعِمَ نَعْمَةً (خوش و خرم زندگی والا ہونا) نَعُومَةً (نرم و نازک ہونا)  
 (۲) وَبَقِيَ وَبُقَاً (ہلاک ہونا) (۳) وَمِيقَ مِيقَةً (دوست بنانا) (۴) وَفَقَّ  
 وَفَقًا (موافق ہونا، موافق پانا) (۵) وَثِقَ ثِقَةً وَمَوْثِقًا (مضبوط ہونا، بھروسہ کرنا)  
 (۶) وَرِثَ وَرِثًا وَوَرِثًا (میراث پانا) (۷) وَرَعَ وَرَعًا وَرِعَةً (پرہیزگار ہونا)  
 (۸) وَرِمَ وَرِمًا (سوجنا، پھولنا) (۹) وَرِيَ وَرِيًّا (ہڈی میں گودا سخت ہونا) (۱۰)  
 وَلِيَ وَلِيًّا (نزدیک ہونا) (۱۱) وَغَرَ وَغْرًا (۱۲) وَجَرَ وَجْرًا (کینہ رکھنا)  
 (۱۳) وَلِيَةً وَلَهًا (غم کی وجہ سے خطا الحواس ہونا، ڈرنا) (۱۴) وَهَلَ وَهَلًا  
 (غیر مقصود کی طرف خیال جانا) (۱۵) وَعِمَ وَعِمًا (کسی کے حق میں خیر کی دعا  
 کرنا) (۱۶) وَطَى وَطْنًا (روندنا) (۱۷) يَتَسَّ يَتَسًّا (ناامید ہونا) (۱۸) يَيْسُ  
 يَيْسًا (خشک ہونا) (ایک خود حسب کلاب) (۱۹) حَسِبَ حِسْبَانًا (گمان کرنا) (۲۰)

۱۔ صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ نَعْمَةُ بِالْفَتْحِ اسم مصدر ہے اور نَعْمَةً بالكسر مصدر (نواور، ص: ۹۰) اس کا  
 ترجمہ کتابوں میں ”چتماقی حجر سے آگ نکالنا“ بھی کیا گیا ہے؛ لیکن شارح البیۃ الافعال فرماتے ہیں کہ: یہ  
 لفظ اس معنی میں اس باب سے نہیں ہے، اسی طرح لغت کی کتابیں بتاتی ہیں کہ اس معنی میں یہ لفظ اس باب  
 حسب سے نہیں ہے؛ چنانچہ تاج العروس میں ہے کہ اس معنی میں یہ لفظ یا توسیع سے ہے یا ضروب سے  
 حسب سے وہ معنی ہے جو متن میں کیا گیا، بحوالہ نواور الوصول، ص: ۹۱۔ شرح مفصل میں ترجمہ ”  
 گھبراہٹ کی وجہ سے کسی چیز کا بھول جانا“ بھی ہے، صاحب صحاح نے بھراحت نہیں بیان کیا ہے؛ البتہ  
 صاحب صحاح نے پہلے معنی میں ضروب سے اور دوسرے معنی میں توسیع سے لکھا ہے یعنی اس کا حسب سے  
 ہونا منکوک ہے، نواور، ص: ۹۱۔ یہ حسب سے بسیار تلاش و جستجو کے باوجود نہیں مل سکا، یہ درحقیقت  
 توسیع سے ہے، اللہ جانے حسب سے کیسے شمار کیا گیا ہے۔ س، م حصری ۵۔ بانی ماندہ الفاظ یہ  
 ہیں: وَجَدَ يَجِدُ وَجْدًا (پانا، کھونے کے بعد پانا) (۲) يَتَسَّ يَتَسًّا (نخی کو پھوٹنا) (۳) وَبَطَ وَبَطًا (کنزور  
 ہونا) (۴) وَجَعَ وَجَعًا (درد زدہ ہونا) (۵) وَلَغَ وَلَغًا وَوَلُغًا (برتن میں مہ ڈال کر پانی پینا) (۶) وَعَى  
 وَعْفًا (جلدی کرنا) (۷) وَحَمَشَ وَحَمًا (عالمہ عورت کا کھانے کی چیز دل کی خواہش کرنا) (۸) وَخَمَرَ وَخَمْرًا (پہرے)

## تمرین

- (۱) کرم کی کیا خاصیتیں ہیں؟ (۲) کرم سے کتنے قسم کے افعال آتے ہیں؟  
 (۳) اوصافِ خلقی حقیقی و عکسی کی وضاحت کیجیے! (۴) کرم کی کیا خاصیتیں ہیں؟  
 (۵) حسیب کے کم از کم دس الفاظ سنائیے! (۶) خلم اور قبیح میں کون سی خاصیت  
 ہے؟ (۷) وہیل و برع اور وثیق کا مصدر اور ترجمہ بتائیے!۔

## تیرہواں سبق

### خاصیتِ افعال

باب افعال کی پندرہ خاصیتیں ہیں:

- (۱) تعدیہ (۲) تصبیر (۳) لزوم والزام (ضد تعدیہ) (۴) تعریض  
 (۵) وجدان (۶) سلب ماخذ (۷) اعطاء ماخذ (۸) بلوغ (۹) صیرورت  
 (۱۰) لیاقت (۱۱) حینونت (۱۲) مبالغہ (۱۳) ابتدا (۱۴) موافقت  
 (۱۵) مطاوعتِ فعل و قعل۔

(۱) تعدیہ: باب تفعیل کا مصدر ہے، عَدَى یُعَدِی تجاوز کرنا، اصطلاح  
 میں: ثلاثی مجرد میں ن حرف کا اضافہ کر کے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو

﴿بقیہ﴾ (۸) وَجَمَ وَكَمَا (مکمل ہونا) (۹) وَهَمَ وَهَمًا (حساب میں گھٹانا یا غلطی کرنا) وَهَنَ وَهْنًا  
 (کام میں کمزور ہونا) (۱۰) وَهِيَ وَهِيًا (کپڑے کا پھٹنا، بوسیدہ ہونا) (۱۱) وَرَهَتْ وَرَهًا (عورت کا  
 زیادہ چربی والا ہونا) (۱۲) وَرَقَ وَرَقًا (اماعت کرنا، سننا) (۱۳) وَنَى وَنًى (تعجب کرنا) (۱۴) نَبَسَى  
 نَبَسًا (بولنا)۔ فائدہ: شد اللرف میں ایک لفظ وَرَقَ وَرَقًا بھی ملا سمجھیں (سرین پر سہا لیتا)  
 م: ۳۶، گویا کل تینتیس (۳۳) الفاظ ہو گئے۔ نَبَسَ نَبَسًا کو بعض شرح نے حَسِبَ کی جگہ پر متن میں لیا  
 ہے؛ لہذا حَسِبَ کے علاوہ بقول معنیف تیس الفاظ ہوئے۔

مفعول کا محتاج بنادینا، یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج کردینا، مثلاً: خَرَجَ زَيْدٌ (زید نکلا) فاعل پر بات پوری ہوگئی؛ لیکن اَخْرَجَ نَبِيْلٌ نَبِيْلًا (نبیل نے نبیل کو نکالا) میں ہمزة افعال کے ذریعے فعل کو فاعل کے علاوہ ایک مفعول کی ضرورت ہوگئی اسی کا نام تعدیہ ہے۔

(الف) مجرد میں لازم ہو تو باب افعال میں متعدی ہو جائے گا، جیسے:  
جَلَسَ حَامِدٌ (حامد بیٹھا) سے اَجْلَسَ حَامِدٌ (حامد کو بیٹھایا) ۲

(ب) مجرد میں متعدی ایک مفعول ہو تو باب افعال میں متعدی بدو مفعول ہو جائے گا، جیسے: اَكَلَّ خَالِدٌ ثُفَّاحًا (خالد نے سیب کھایا) سے اَكَلَّ خَالِدٌ سَاجِدًا ثُفَّاحًا (خالد نے ساجد کو سیب کھلایا) ۳

(ج) متعدی بدو مفعول ہو تو باب افعال میں متعدی بمفعول ہو جائے گا، جیسے: زَانَاہُ عَالِمًا (ہم نے اس کو عالم سمجھا) سے اَرَانَاہُ سَاجِدًا عَالِمًا (ہم نے اس کو بتایا کہ ساجد عالم ہے) ۴

(۲) قصیر: لغت میں: لوٹانا، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری اور ماخذ سے متصف کردینا، یعنی معنی مصدری والا کردینا، مثلاً: اَخْرَجْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو نکالا) زید نکلنے والا ہے یعنی

۱۔ مجرد میں کوئی لفظ لازم و متعدی دونوں ہو تو لازم سے باب افعال بنتے ہیں، جیسے: خَرَجَ سَمِيعٌ سے لازم اور قصیر سے متعدی ہے تو باب افعال گویا لازم سے ہوگا، اب خَرَجْتُ اور اَخْرَجْتُ کے ایک معنی ہو گئے، میں نے نکلنے کیا؛ البتہ فرق یہ ہے کہ خَرَجْتُ مجرد سے میں نے اس میں غم پیدا کیا اور اَخْرَجْتُ میں قصیر کا خاصہ بھی ہے، ترجمہ ہوگا: میں نے اس کو نکلنے کر دیا۔ اسی سے ہے قرآن میں ”اِنِّیْ لَیَخْرُجُنِّیْ اِنْ تَدَّ هَبْوُہُ“ یوسف: ۱۳، اَخْرَجَ (نکلا) سے اَخْرَجَ نکالا۔ قرآن کریم میں ہے: ”کَمَا اَخْرَجَ اَبُو یُحْیٰی مِنَ الْجَنَّةِ“ الاعراف: ۲۷، ”اِذْ هَبْتُمْ طَيِّبًا یُحْیٰی“ الاحقاف: ۲۰، س ۱ کل اصل میں اء کُل تھا، اَمِنْ کی تقلیل ہوئی۔ س ۲ سَمِيعٌ الِاسْتَاذُ دَرَسًا (استاذ نے سبق سنا) سے اَسْمَعَ التَّلْمِیْذَ الِاسْتَاذُ دَرَسًا (طالب علم نے استاذ کو سبق سنایا) ۵ غَلَمْتُكَ مَسْخِیًا (میں نے آپ کو مخی جانا) سے اَغْلَمْتُكَ حَمِیْدًا مَسْخِیًا (میں نے آپ کو بتایا کہ حمید مخی ہے) اس طرح کے بھی صرف دو لفظ ہیں، (رضی، ص: ۳۶، شد العرف، ص: ۳۱)۔

اس کو معنی مصدری ”نکلتے“ سے متصف کر دیا گیا۔  
 أَشْرَكَكَ النُّعْلُ: ماخذ ”شِرَاكَ“ بمعنی تسمہ ہے۔ (میں نے جوتی شراک  
 دار بنائی)۔

(۳) ضد تعدیہ (لزوم والزام) تعدیہ کے برعکس ثلاثی متعدی کو لازم  
 کر دینا، جیسے: حَمِدَ اللّٰهَ (اس نے اللہ کی تعریف کی) مجرد میں متعدی ہے؛ لیکن  
 أَحْمَدُ (وہ قابل تعریف ہوا) باب افعال میں لازم ہے۔<sup>۲</sup>

۱۔ اقْرَأْتُ النُّوْبَ (میں نے کپڑے کو متش کر دیا) اقْرَأْتُ اصل میں اقْرَأْتُ تھا، یا کی حرکت نون کو دے کر  
 الف سے بدلا پھر اجتماع سائن کی وجہ سے الف گر گیا، ماخذ ”یَرُ“ نقش و نگار کے معنی میں ہے یعنی  
 میں نے کپڑے کو نقش و نگار والا کر دیا، اَلْحَمَّ زَيْدٌ (زید گوشت والا ہوا) اَطْفَلْتُ سَعَادٌ (سعاد بچے والی  
 ہوئی) اَقْبَلْتُ النُّعْلَ۔ فائدہ:- تعدیہ اور تصییر میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے، دونوں پائے  
 جائیں، جیسے: اَخْرَجْتُهُ میں نے اس کو نکالا، صرف تعدیہ ہو، جیسے: بَصُرْتُ (نظر آیا) اَبْصُرْتُ میں نے اس  
 کو دیکھا، تصییر کی صورت میں مطلب ہو گا میں نے اس کو دیکھنے والا بنادیا، جو درست نہیں ہے۔ صرف  
 تصییر جیسے: اَنَارَ يُنِيرُ سے اقْرَأْتُ النُّوْبَ میں نے کپڑے کو متش کر دیا، اس میں تعدیہ نہیں کیوں کہ مجرد  
 میں اس معنی میں ہے ہی نہیں۔ عربی حضرات متعدی کو لازم کرنے کے لیے لفظ الزام استعمال کرتے ہیں،  
 تسبیغ میں ”الزَّام“ اس معنی میں کہیں موجود نہیں اس لیے یہاں ضد تعدیہ نام رکھا گیا ہے۔ خود تحقق  
 صرف علامہ محمد اکبر الہ آبادی نے اصول اکبری میں خاصجہ الزام کو بیان کرنے کے لیے ”وَصَدَّهَا۔  
 نحو: احمد“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (مخلوط۔ س، م، ج) عَرَضْتُ الشَّيْءَ (میں نے کسی چیز کو  
 ظاہر کیا) اَلْعَرَضُ لَهَا ظَاهِرٌ ہو گیا، عَرَضْتُ متعدی اَعْرَضْتُ لازم مَحْبُتْہ علی وجہ (میں نے اس کو منہ  
 کے بل لوندھا کیا، لَمْ تَجِبْ (وہ لوندھا ہو گیا، اسی طرح لَشَعِبِ الرِّيحِ السَّحَابُ، ہوائے بادل کو اڑایا  
 فَاشْفَعِ السَّحَابُ (بادل اڑا) (شذائ العرف، ص: ۴۲)۔

فائدہ: لازم کو متعدی تین بابوں میں کیا جاتا ہے، (۱) ہمزہ افعال کے ذریعے، مثلاً: لَعَنَهُ (وہ  
 بیٹھا) اَلْعَنَةُ اس نے بیٹھا، اَلَامَ (کڑا ہوا) اَلَامَ اس نے کڑا کیا، (۲) عین تفعیل یعنی باب تفعیل میں لے  
 جا کر، جیسے: تَعَذَّبَ جھوٹ بولا، تَعَذَّبَ، اس نے جھٹلایا، ذُكِّرَ یا دُكِّرَ یا دُلِّیَ (۳) الف مفاعلت سے،  
 جیسے: اَكْتَلَّ اس نے کھایا اَكْتَلَّ اس نے کھلایا۔

# چودھواں سبق

## دیگر خاصیات

(۴) تعریض: پیش کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ایسی جگہ لے جانا جہاں اس پر معنی مصدری (ماخذ) واقع ہوتا ہو، خواہ واقع ہو یا نہ ہو، جیسے: اَبْعَثُ الْفَرَسَ (میں گھوڑے کو بیچنے کی جگہ یعنی منڈی بیچنے کے لیے لے گیا) ماخذ ”بیع“ ہے اور بیع کی جگہ منڈی ہے۔

(۵) وجدان: پانا، فاعل کا مفعول کو معنی مصدری کے ساتھ بحیثیت فاعل یا مفعول متصف پانا۔

(الف) اگر معنی مصدری و ماخذ لازم ہے، تو مفعول معنی مصدری کا حقیقت میں فاعل ہوگا، جیسے: اَبْخَلْتُهُ (میں نے اس کو بخل کے ساتھ متصف یعنی بخل پایا) ماخذ ”بخل“ ہے جو لازم ہے یہاں مفعول بخل کرنے والا ہے، اَزْخَبْتُ الْمَكَانَ (میں نے جگہ کو کشادہ پایا)۔  
(ب) اگر معنی مصدری متعدی ہو تو مفعول کو صیغہ اسم مفعول سے تعبیر کیا جائے گا، مثلاً: اَخْمَدْتُهُ (میں نے اس کو حمد کے ساتھ متصف یعنی محمود پایا) ماخذ ”حمد“ ہے جو متعدی ہے، اس لیے مفعول تعریف کیا ہوا محمود ہے۔

(۶) سلب: دور کرنا، چھیننا، اصطلاح میں: فاعل کا اپنے یا مفعول سے اصل معنی مصدری و ماخذ کو دور کرنا، یعنی فعل مجرد کے فاعل سے معنی حدی کو زائل کرنا۔

۱۔ اَفْتَلْتُهُ میں نے اس کو پیش کیا کہ وہ مقتول ہو جائے، یعنی قتل لے گیا، اَسْقَيْتُهُ (میں نے اس کو مشکیزہ پیش کیا) خواہ وہ پیے یا نہیں، اَفْتَرَقْتُهُ میں نے اس کے لیے قبر کھودی۔ اَخْبَا الرَّاۓ الارض (چرواہے نے زمین کو زندہ ہر ابھرا پایا) ماخذ ”صحی“ ہے یعنی زندہ اسی سے ہے مرد بن معدی کرب کا با شمع بن مسعود سے یہ کہنا: ”سَأَلْنَاكُمْ لَمَّا اَبْخَلْنَاكُمْ، وَلَمَّا اَفْلَحْنَاكُمْ لَمَّا اَبْخَلْنَاكُمْ، وَهَاجَبْنَاكُمْ لَمَّا اَلْحَمْنَاكُمْ“ (ابن ماجہ: ۹۱/۱ بحوالہ الصوفی التعلیمی: ۹۱) وَجَدْنَاكُمْ بُخْلًا وَجُبْنًا وَ مَفْعَمِينَ۔ (شرح شافعی ابن حاکم: ۹۱/۱ بحوالہ الصوفی التعلیمی: ۹۱) فاکدہ: وجدان فاعلیت و مفعولیت سے قطع نظر محض ماخذ پانے کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: اَفَارَقْتُهُ (میں نے اس سے خون کا بدلہ لیا) ماخذ ”فاز“ بمعنی خون بہا ہے، اَخْمَدْتُ میں خاصیت ضمر قدیم بھی ہے، یعنی مجرد پیش متعدی اور افعال میں لازم، اس میں خاصیت وجدان بھی ہے لہذا خاصیت وجدان کے وقت یہ متعدی ہوگا۔

(الف) فعل لازم ہو تو اپنی ذات سے زائل کرنا ہوتا ہے، جیسے: اَفْسَطَ زَيْدٌ (زید نے اپنے نفس سے فُسُوط یعنی ظلم کو دور کیا) ماخذ ”فُسُوط“ بمعنی ظلم ہے، اس کو سلب از فاعل کہتے ہیں۔

(ب) فعل متعدی ہو تو مفعول سے زائل کرنا ہوتا ہے، جیسے: شَكَى وَأَشْكَيْتَهُ (اس نے شکایت کی تو میں نے اس کی شکایت دور کی) ماخذ ”شَكَايَةٌ“ ہے اس کو سلب از مفعول کہتے ہیں۔<sup>۱</sup> حدیث شریف میں ہے: ”شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُرَّ الرِّمَضَاءِ، فَلَمْ يَشْكِنَا“ ہم نے سے سخت گری کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت دور نہیں کی۔<sup>۲</sup> (۷) اعطاء ماخذ: کسی کو معنی مصدری دینا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ، یا ماخذ سے متصف کرنے کے لیے ماخذ کا محل دینا، یا ماخذ کی اجازت دینا، تین صورتیں ہوتیں:

(الف) فاعل کا مفعول کو ماخذ دینا، جیسے: أَلْحَمْتُ حَمِيداً (میں نے حمید کو گوشت کھلایا) ماخذ ”لحم“ ہے۔<sup>۳</sup>

(ب) فاعل کا مفعول کو ماخذ کا محل، ماخذ سے متصف کرنے کے لیے دینا، جیسے: أَشَوَيْتُ بَشَاراً (میں نے بشار کو گوشت بھوننے کے لیے دیا)۔<sup>۴</sup> ماخذ ”شَوَاءٌ“ بمعنی بھوننا ہے، اس کا محل گوشت ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: أَقْطَعْتُهُ قُضْبَاناً (میں نے اس کو شاخ کاٹنے کی اجازت دی) ماخذ ”قطع“ بمعنی کاٹنا ہے۔<sup>۵</sup>

۱. اَلْفَرْخَةُ میں نے اس کو ٹمکن کیا: یعنی اس کی خوشی سلب کر لی ہمزہ برائے سلب ہے، یہ سلب از مفعول ہے، اَلْقَلْبُ غَيْثٌ میں نے اس کی آنکھ سے نکادور کیا ماخذ ”قَلْبٌ“ بمعنی نکا ہے۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد ۱: ۳۰۵۔ ایک حدیث میں ہے: فَلَمَّا أَشْكَيْنَا، أَعْجَمْتُ الْكِتَابَ (میں نے کتاب کی جمعیت دور کی)۔ ج. أَشْكَمْتُ ساجداً میں نے ساجد کو چربی دی ماخذ ”شحم“ بمعنی چربی ہے، ج. یعنی ماخذ ”بھوننا“ کا محل گوشت ماخذ سے متصف یعنی بھوننے کے لیے دیا اَفْتَرَهُمْ (اس نے ان کو زمین قبر بنانے کے لیے دی) ماخذ ”قبر“ ہے اس کا محل زمین ہے۔ ج. پہلی دو مثالیں محسوس کی ہیں، جیسے: گوشت کھلانا، گوشت بھوننے کے لیے دینا، اس کے برخلاف اجازت دینا، مثلاً چیز ہے اس لیے آخر کی مثال مثالی ہے۔

## تمرین

- (۱) باب افعال کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم چھ بیان کیجیے !
- (۲) تعدیہ و تصحیر کی تعریف مثال اور ان کے مابین نسبت بیان کیجیے !
- (۳) مجرد سے متعدی بیک مفعول کی کوئی مثال دیجیے !
- (۴) تعریض کا مفہوم کیا ہے مثال سے وضاحت مطلوب ہے !
- (۵) فہم الکتاب سے افہم الکتاب کس قسم میں داخل ہے ؟
- (۶) اَزْهَنْتَ الدَّارَ میں نے رہن کے لیے گھر دیا نسل رِيشَ الحَمَامَةِ (اس نے کبوتر کا پرادھیڑا) اور اَنْسَلَ رِيشُهَا اس کا پر اکھڑ گیا، میں کون سی خاصیت ہے ؟

## پندرہواں سبق

- (۸) بلوغ : پہنچنا، فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا:
- (الف) ماخذِ زمانی میں پہنچنا، جیسے: اَصْبَحَ حامدٌ، ماخذ ”صبح“ ہے (حاملِ صبح کے وقت کو پہنچا یعنی اس پر صبح ہوئی)۔
- (ب) ماخذِ مکانی میں پہنچنا، جیسے: اَنْجَدَ (وہ مقامِ نجد پہنچا) ماخذ ”نجد“ ہے۔
- (ج) ماخذِ عددی میں پہنچنا، جیسے: اَعْشَرَ الطُّلَابِ (طلبہ کی تعداد دس کو پہنچ گئی) ماخذ ”عشرة“ ہے، اَتَسَعَ (نو ہوا) اَلْفَ (ایک ہزار ہوا)۔
- (۹) صیوروت : اصطلاح میں: فاعل کا مادہ و ماخذ والا ہونا یا مادہ و ماخذ سے متصف چیز والا ہونا، یا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا۔

(الف) فاعل کا اصل مادہ والا ہونا، جیسے: اَلْبَنَاتُ النَّاظِقَةُ، مادہ ”لبن“، بمعنی

شیر کا نام اَجَلٌ وہ پہاڑ پہنچا، ماخذ ”جبل“ بمعنی پہاڑ ہے، اَغْرَقَ ساجدٌ عراقَ پہنچا، اَنْصَرُ، مصر میں داخل ہوا اَنْشَامٌ، ملک شام میں داخل ہوا، اَنْهَمَ، تہامہ آیا، اَنْهَرَ، بحرین آیا، اَنْهَمَ، یمن آیا، اَحْرَمَ، حرم میں داخل ہوا

دودھ ہے (اوشی دودھ والی ہوگئی)۔

(ب) فاعل کا مادہ و ماخذ سے متصف چیز والا ہونا، مثلاً: أَجْرَبَ الرجل مادہ ”جَرَبَ“ بمعنی خارش ہے (مرد خارش اونٹ والا ہوا)۔

(ج) فاعل کا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا جیسے: أَخْرَفَتِ الشاةُ ماخذ ”خریف“ بمعنی موسم ہے (بکری موسم خریف میں بچے والی ہوئی)۔

(۱۰) لیاقت: لائق ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری و ماخذ کے لائق و مستحق ہونا، مثلاً: أَلَامَ الفرعُ، (قوم کا سردار قابلِ ملامت ہوا)۔ ۲

(۱۱) حینونت: وقت ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا ایسے وقت میں داخل ہونا جو مستحق و لائق ہو کہ فعل اس میں واقع ہو، یا فاعل پر ماخذ کا وقت آجانا، مثلاً:

أَخْصَدَ الزرعُ (کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی)۔ ۳

ماخذ ”خَصَاد“ بمعنی کھیتی کاٹنے کا وقت ہے۔

(۱۲) مبالغہ: زیادہ کرنا، فاعل میں اصل مادے و ماخذ کا زیادہ ہونا، خواہ

مقدار میں ہو یا کیفیت میں۔

(الف) مبالغہ فی الکَم: انْفَمَرَ النخلُ (درخت خرما میں بہت زیادہ کھجور آئے)

۱ یعنی اس کی پستان میں دودھ بہت زیادہ ہوا، اَلْبَنَ الرجلُ مذکر کی مثال درست نہیں ہے، کیوں کہ اس کے معنی ہیں پستان میں زیادہ دودھ آیا؛ لہذا مذکر کی مثال مناسب نہیں ہے، ہاں یہ ترجمہ کیا جاسکتا ہے کہ: مرد بہت سے ایسے جانور والا ہوا جو زیادہ دودھ دینے والے ہیں، اس صورت میں صیروت کی پہلی قسم نہ ہوگی بلکہ دوسری قسم ہوگی، اس لیے ہونے کی مثال دی گئی ہے، فصلی اکبری میں اَلْبَنُ کی مثال ہے اس سے اَلْبَنُ زیادہ مناسب مثال ہے (نور الوصل، ص: ۹۳) بعض عرب کی نئی کتابوں میں اَلْبَنُ الرَّجُلُ ای صار ذالبن کی مثال مذکور ہے، الصروف التعليمی: ۸۹، صیروت ہی سے قریب تر ہے ”فاعل کا ماخذ سے متصف ہونا“ کی خاصیت، جیسے: أَظْلَمَ اللَّيْلُ (رات تاریک ہوگئی) انْفَمَرَ اللَّيْلُ (چاندنی رات ہوئی) اشرق النهار، اکثر اوائل الشیء۔ ح الآم اصل میں اَلْوَمُ تھا واک کی حرکت مائل کو دے کر يُقَالُ کے قاعدے سے الف سے بدلا، اَزَوَجْتَ هِنْدَ (ہندو شادی کے لائق ہوگئی)۔ ماخذ ”زواج“ ہے بمعنی شادی اَشْوَى اللّٰحْمُ (گوشت بھوننے کے لائق ہو گیا) ۳ اَجَذَ النخلُ کھجور توڑنے کا وقت آگیا ماخذ جِذاد بمعنی کھجور توڑنے کا وقت، اَلْفَطَعَ النمرُ بھل توڑنے کا وقت آگیا، ماخذ ”فطاع“ ہے اسی طرح اَصْبَحَ زَيْدٌ پُرج ہوگئی، اَوَلَدَتْ جَنَّةٌ قُرْبَ اَبْنِی، اَلْفَجْرَ، اَفْهَرُ، اَنْفَمَرَ۔

ماخذ ”تَمَر“ بمعنی کھجور ہے۔  
(ب) مبالغہ فی الکیف: کیفیت کی زیادتی، جیسے: اَسْفَرَ الصَّبَحُ (صبح بہت زیادہ روشن ہوگئی) ماخذ ”مَسْفَر“ بمعنی روشنی ہے۔

## سولہواں سبق

(۱۳) ابتدا لغت میں: شروع کرنا، اصطلاح میں مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ ثلاثی مجرد میں آیا ہی نہ ہو، آیا ہو تو اس مزید فیہ کے معنی میں نہ ہو، مثلاً: اَزَقْل (اس نے جلدی کی) دَقْل مجرد سے آتا ہی نہیں اَفْسَم (اس نے قسم کھائی) مجرد میں فَسَم (اس نے اندازہ لگایا) دوسرے معنی میں ہے۔  
(۱۴) موافقت سے ایک دوسرے کے مطابق و موافق ہونا، اصطلاح میں: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں متفق اور اس کے ہم معنی ہونا، باب افعال چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

(الف) ثلاثی مجرد کے، مثلاً: دَجِيَ اللَّيْلُ وَأَدَجِيَ اللَّيْلُ، رات تاریک ہوگئی۔  
(ب) تفعیل کے، جیسے: اَكْفَرْتُهُ وَكَفَرْتُهُ (میں نے اس کو کفر کی طرف منسوب کیا یعنی کافر کہا) حدیث شریف میں ہے: مَنْ كَفَرَا خَا هُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ احَدُهُمَا (جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اس کا وبال ان دو میں سے کسی ایک پر ہوگا)۔  
(ج) تفعیل کے، جیسے: اَخْبَيْتُهُ وَتَخَبَيْتُهُ (میں نے اس کو خیمہ بنایا)۔  
(د) تفعیل کے، جیسے: اَعْظَمْتُهُ اِسْتَعْظَمْتُهُ (میں نے اس کو بڑا سمجھا)۔

۱۔ اَتَمَرَ الشَّجَرُ (درخت میں پھل زیادہ آئے) ماخذ تَمَر بمعنی پھل ہے اَشْجَرُ الْمَكَانُ (کسی جگہ درخت زیادہ ہوئے) اَسَدٌ (شیر زیادہ ہوئے) اَعَالُ الرَّجُلِ (آدنی کے الہ و عیال زیادہ ہوئے) اَعْظَمَ (ہرن زیادہ ہوئے) اَعْظَبَ (گرہ زیادہ ہوئے) الصَّوْفُ التَّعْلِيمِي، ص: ۹۱، اَشْفَقَ دُورًا عَجْرًا مِثْلَ فُتْنٍ (مہربانی کی) دوسرے معنی میں ہے۔ ۲۔ قول جرجانی موافقت کی دو قسمیں ہیں: دونوں بابوں کے معنی میں مکمل موافقت ہو، جیسے: لَفَنَهُ وَاقْلَنَهُ میں نے پیچ توڑ دی اور فتح کر دی (۲) بعض معنی میں موافقت: جیسے: صَبَحَا السَّحْرَانِ (مدہوش کا نشہ اتر گیا) اَصْحَبَتِ السَّمَاءُ آسَمَانَ بے غبار ہو گیا، پہلے میں صفائی اور انکشاف کم ہے، مقابلے دوسرے کے۔ ۳۔ قول کسی بھی باب سے ہو (تولود، ص: ۹۵) ۴۔ رَشَحَ الْإِنَاءُ وَأَرَشَحَ بَرْتَنَ بَكَ، سَرَى وَأَسْرَى (رات میں چلا) اسی سے قرآن میں ہے ”مُنْعِنِ الْيَدَيْنِ أَسْرَى“ اسراء، ۱۔ سید ابو عوانہ ج: ۱، ص: ۲۲، بحوالہ موسوعة اطراف الحديث ابو حمزہ سعید ابن مسعود، بزرگلول۔

(۱۵) مُطَاوَعَت: لغت میں: انقیاد، بات ماننا، اثر قبول کرنا، اصطلاح میں: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کا ذکر کرنا، خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعل اول کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے یا نہیں ہے۔  
دوسرا فعل کبھی لازم ہوتا ہے، جیسے: كَسَرْتُ الْإِنَاءَ فَانْكَسَرَ (میں نے برتن توڑا تو برتن ٹوٹ گیا)۔

دوسرا فعل کبھی متعدی ہوتا ہے، جیسے: عَلَّمْتُ مَا جَدَّ الْفَقْهَ فَتَعَلَّمَهُ (میں نے ماجد کو فقہ کی تعلیم دی تو اس نے فقہ سیکھ لیا)۔

باب افعال دو بابوں کی مطاوعت کرتا ہے:

(۱) مجرد کی جیسے: كَبَيْتُهُ فَلَا تَكْبُتُ لِي میں نے اس کو اوندھا کیا تو اوندھا ہو گیا۔

(۲) باب تفعیل کی مطاوعت، جیسے: بَشَّرْتُهُ فَلَا بَشْرَ فِيهِ میں نے اس کو خوش خبری دی تو وہ خوش ہو گیا۔ فائدہ: تمکین (قدرت دینا) اور اعانت کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: أَحْلَبْتُ زَيْدًا (میں نے دودھ دوہنے میں زید کی مدد کی)۔

## تمرین

(۱) أَوْلَدْتُ: بچہ جننے کا وقت قریب ہوا اس میں کوئی خاصیت ہے؟

(۲) مبالغہ کی تعریف؟ أَمَرَ النَّحْلُ میں کوئی خاصیت ہے؟

۱۔ فائدہ:۔۔۔ مفعول ہوں تو مفعول اول اثر قبول کرے گا، جیسے: عَلَّمْتُ الْفَقْهَ فَتَعَلَّمَهُ میں نے اس کو فقہ کی تعلیم دی تو اس نے فقہ سیکھ لیا، بقول ابویان حقیقاً مطاوعت ایسی چیزوں میں ہوتی ہے، جہاں فعل کا محاس ظاہر سے اور اک کیا جاسکے، جیسے: حَضَرْتُهُ فَانْصَرَفَ (میں نے اس کو لوٹایا تو وہ لوٹ گیا؛ لہذا غَرَفْتُهُ فَتَعَرَّفَ کہنا صحیح نہ ہو گا۔ فائدہ: پہلے لفظ کو مطاوع بالکسر (اثر ڈالنے والا) دوسرے کو مطاوع بالفتح (اثر قبول کرنے والا) کہتے ہیں، مطاوع کبھی مخالف لفظ سے آتا ہے، جیسے: حَضَرْتُهُ فَلَا حَضْرَ فِيهِ میں نے اس کو مدھکرا تو وہ چلا گیا، کبھی دونوں ایک ہی باب سے ہوتے ہیں، مثلاً: جَبَرْتُهُ فَجَبَرَ اس نے ٹوٹی ہڈی درست کی تو ہڈی درست ہو گئی۔ مجرد کی مطاوعت کے لیے باب افعال کا آنا نہایت ضعیف ہے، (اور) تَكْبُتُ تو مطاوعت کے لیے آتا ہی نہیں تفصیل کے لیے نوادر، ص: ۹۷، اور نثری دیکھیے)۔

- (۳) اقطع و انمّر کے معنی بتائیے !  
 (۴) حینونت کی تعریف کیجیے !  
 (۵) باب افعال کتنے بابوں کے موافق ہوتا ہے؟  
 تفعیل کے موافق ہونے کی مثال کیا ہے؟  
 (۶) مطاوعت کی تعریف مع مثال بیان کیجیے !  
 (۷) اخْرَجْتُ زَيْدًا میں کون کونسی خاصیت ہے؟  
 (۸) اَفْتَلْتَهُ کا باعتبار تعریض کیا ترجمہ ہوگا؟  
 (۹) اعطاء ماخذ کی قسمیں مع مثال مطلوب ہیں !  
 (۱۰) اَخْفَرْتُ زَيْدًا نَهْرًا (میں نے زید سے نہر کھدوائی)  
 اور اَطْفَلْتُ مُسْلِمًا (سُلی بنچے والی ہوگئی) میں کیا خاصیت ہے؟  
 اَنَمَرَ الشَّجَرُ وَرَشَتْ بَحْلٌ دَارٌ هُوَ (چمن پھول دار ہو گیا) اَفْطَحَتْ  
 الْاَرْضُ (زمین ٹھنڈی ہوئی) اَفْلَسَ - اَوْرَقَ (پتے دار ہوا) میں کیا خاصیتیں ہیں؟

## ستر ہواں سبق

### خاصیت باب تفعیل

اس باب کی تیرہ خاصیتیں ہیں:

- (۱) تعدیہ (۲) تصصیر (۳) سلب ماخذ (۴) صیوروت (۵) بلوغ  
 (۶) مبالغہ یا تکثیر (۷) نسبت بماخذ و تسمیہ (۸) الباس ماخذ  
 (۹) تخلیط و تطلیہ (۱۰) تحویل (۱۱) قصر (۱۲) موافقت (۱۳) ابتدا۔  
 (۱) تعدیہ (۲) تصصیر (تعریف ص ۱۲، پر گزر چکی ہے) یعنی مجرول لازم کو  
 عمل تفعیل کے ذریعہ متعدی کرنا، اور متعدی کو مزید متعدی بنانا۔  
 (الف) لازم سے متعدی، جیسے: نَزَلَ الْكِتَابُ (کتاب اتری) سے نَزَلَ  
 اللَّهُ الْكِتَابَ (اللہ نے کتاب اتاری)۔

(ب) متعدی بیک مفعول سے متعدی بد و مفعول یا  
جیسے: ذَکَرَهُ (اس نے اس کو یاد کیا) ذَکَرْتُ مَا جَدًا قِصَّتَهُ (میں نے  
ماجد کو اس کی کہانی یاد دلائی)۔

(۲) تصییر: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا بنانا، جیسے: نَزَلْتُ الْكِتَابَ (میں  
نے کتاب اتاری) تو کتاب اترنے والی ہو گئی۔

وَقَوَّثَ الْقَوْمَ، ماخذ ”وَقَرَّ“ بمعنی زترہ ہے (میں نے کمان زرہ دار بنائی)۔  
(۳) سلب: دور کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول سے ماخذ دور کرنا،  
جیسے: قَلَبْتُ عَيْنَهُ (اس کی آنکھ میں تنکا پڑ گیا) سے قَلَبْتُ عَيْنَهُ ماخذ ”قَلَبْتُ“  
بمعنی تنکا ہے (میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کیا)۔  
مَرَضُهُ (میں نے اس کی بیماری دور کی) ماخذ مرض بمعنی بیماری ہے اسی سے  
ہے مُمَرِّضَةٌ (نرس، بیمار دار)۔

(۴) صیوروت: فاعل کا ماخذ والا ہونا، جیسے: نَوَّرَ الشَّجَرُ ماخذ ”نَوَّرَ“  
بمعنی کلی ہے (درخت کلی اور شگوفہ دار ہو گیا)۔

۱۔ متعدی بد و مفعول سے متعدی بد مفعول اس باب سے نہیں آتا (تو اور، ص: ۹۸) ۲۔ یہاں بھی  
بعض لفظوں میں تعدیہ و تصییر دونوں پائے جاتے ہیں، جیسے نَزَلْتُ الْكِتَابَ (ب) صرف تعدیہ ہو جیسے:  
لَسَقَنَهُ (میں نے اس کو قاسق کہا) اس میں تصییر نہیں ہے؛ کیونکہ تصییر کی صورت میں مطلب ہوگا  
کہ: میں نے اس کو قسق والا کر دیا، یعنی قاسق بنایا جھٹلا ہوگا، اس میں خاصہ نسبت بماخذ بھی ہے غَلَّلَ  
وَعَلَّلَ (اس نے سیدھا کیا) لکھنا اس نے اس کو گناہ کی طرف منسوب کیا ”إِلَیْہِ“ ماخذ بمعنی گناہ ہے، صرف  
تصییر ہو، جیسے: لَحَمَى الْقَلْعُ اس نے دیوچی کو سالہ والی بنادیا، اس میں تعدیہ نہیں، کیوں کہ غلائی غمرد  
میں یہ باب ہے یعنی نہیں ہے ضَوْءُ الْأَضْوَاءِ (اس نے لائٹ روشن کر دی) سَنَخَنَ الَّذِي كَتَبْتُ الْكِتَابَ  
(پاک ہے وہ ذات جس نے کو کوفہ کو بنایا) وَنَصَرَ الْبَصْرَةَ (بصرہ کو بصرہ بنایا) ۳۔ سلب میں بھی تو ماخذ  
مفعول کا جز ہوتا ہے جیسے: فُشِّرْتُ الشَّعْرَ میں نے پھل چھلا، اس مثال میں ماخذ ”چھلکا“ مفعول یعنی شعر کا جز  
ہے، پہلی مثال میں فُشِّرَ (شکا) مفعول یعنی من کا جز نہیں، جُزِئْتُ الْبَعِيرَ (میں نے اونٹ سے چھڑی دور کی)  
ماخذ ”جُزِئْتُ“ بمعنی چھڑی ہے۔ جَلَدْتُ الْبَعِيرَ (میں نے اونٹ کی کھال اتاری)۔ ۴۔ فُشِّرْتُ الشَّعْرَ (میں  
نے پھل چھلا) ماخذ ”فُشِّرْتُ“ بمعنی چھلکا ہے۔

- (۵) بلوغ: فاعل کماخذِ زمانی یا مکانی میں پہنچنا (الف) صَبَحَ ماخذ ”صبح“ ہے (صبح کے وقت کو پہنچا) (ب) خَیِمَ ماخذ ”خیمہ“ ہے (وہ خیمہ میں پہنچا)۔
- (۶) مبالغہ: اس کو کثیر بھی کہتے ہیں، کسی چیز کا کسی چیز میں بکثرت پایا جانا، یہ خاصہ اس باب میں بکثرت پایا جاتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:
- (الف) اصل فعل میں زیادتی، جیسے مَصْرَحَ (خوب خوب واضح ہوا، یاد دل گیا)۔
- (ب) مبالغہ در فاعل، جیسے: مَوْتُ الْإِبْلِ (بہت زیادہ اونٹ مرے)۔
- ماخذ ”موت“ ہے، فاعل اِبِلٌ ہے گویا فاعل بکثرت پایا گیا۔
- (ج) مبالغہ در مفعول، جیسے: قَطَعْتُ الثِّيَابَ ماخذ ”قطع“ ہے (میں نے بہت سارے کپڑے کاٹے) یہاں مبالغہ ثياب یعنی مفعول میں ہے۔
- (د) نسبت بماخذ: اس کا دوسرا نام تسمیہ ہے، منسوب کرنا، فاعل کا مفعول کی طرف ماخذ و مفعول منسوب کرنا، مثلاً: فَسَقْتُہ (میں نے اس کو فاسق کہا) ماخذ ”فَسَقْتُ“ بمعنی معصیت کرنا ہے حدیث میں ہے: مَنْ كَفَرَ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُ هُمَا

## تشرین

- (۱) مبالغہ کی تینوں قسموں کو مثال سے واضح کیجیے
- (۲) سلب کی کتنی قسمیں ہیں؟

۱۔ عَمِقَ ماخذ ”عمیق“ ہے (وہ گہرائی میں پہنچا) مَسَى (دو شام آیا) ج بھی اس باب کی اصل ہے، جَوْن (بہت زیادہ گھوا) حَمَمَ (بہت زیادہ قابلِ تعریف ہوا) اسی سے ”محم“ ہے طَوَفَ، مبالغہ نفس فعل میں ہے، عَزَلَدَ (اس نے بہت زیادہ معذرت کی)۔ ۲۔ قَوَزَ الثَّبَتَ (جانات بکثرت ہوئے)۔ ۳۔ عُلِقَ الْإِبْوَابَ (اس نے بہت سے دروازے بند کیے) رَضِضَ الشَّيْءَ (اس نے بہت زیادہ کاٹا) مبالغہ فاعل و مفعول میں ہوگا تو یہی طور نفس فعل میں بھی مبالغہ ہوگا، جیسے بہت سے اونٹ مرے تو موت بھی بکثرت واقع ہوئی، برخلاف نفس فعل میں مبالغہ ہو تو اس وقت فاعل و مفعول میں مبالغہ نہیں ہوتا ہے، جیسے: عَزَلَزَ الطَّمِيذَ (طالب علم نے بہت زیادہ معذرت کی) تو معذرت میں مبالغہ ہے فاعل میں نہیں۔ اسی سے قرآن میں ہے: فَجَرْنَا الْأَرْضَ عَيْوُنًا، قمر: ۱۲۔ ۵۔ مَسَدَ الْوَعْدَةِ: ۲۲۔ بحوالہ موسوعہ، ۵۲۹/۳، اَلْفَتْحَ (میں نے اس کی طرف گنا منسوب کیا) یعنی گناہ گار کہا) مَحْفُوزَه (میں نے اس کو کافر کہا) کہا جاتا ہے: لَا تَكْفُرُوا أَهْلَ قِلْبِكُمْ لَنْ قَبْلَهُ كَوَافَرْتُمْ كُودَ (تو لو، ص: ۹۹)۔

- (۳) باب تفعیل کی کم از کم پانچ خاصیتیں بیان کیجیے!  
 (۴) حَیْمَہ کا ترجمہ کیجیے اور بتائیے کہ اس میں کیا خاصیت ہے؟  
 (۵) باب تفعیل کی خاصیت تصویر کی وضاحت مطلوب ہے!  
 (۶) مبالغہ در مفعول کی مثال دیجیے!

## اٹھارھواں سبق

- (۸) الباس ماخذ: ناخذ پہناتا، فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ پہناتا: جَلَلْتُ  
 الْفَرَسَ (میں نے گھوڑے کو جھوا! پہنائی) ماخذ ”جَلَّ“ بمعنی جھول ہے۔  
 (۹) تخلیط کو تظلیہ بھی کہتے ہیں ”ملانا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو  
 مادہ و ماخذ سے ملع کرنا، لپیٹنا (پانی چڑھانا) مثلاً: ذَهَبْتُ السَّيْفَ میں نے تلوار کو (سوئے  
 کا پانی چڑھا کر) : اِيتَانِيَا، ماخذ ”ذَهَبَ“ بمعنی سونا ہے۔  
 فائدہ: اس معنی میں فعل جو ادنیٰ سے بنایا جاتا ہے۔  
 (۱۰) قحوة: بلخت میں: پھیرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ  
 کی طرف پھیرنا یا اس جیسا کر دینا۔  
 (الف) مفعول کو اصل ماخذ کر دینا، جیسے: نَصَرْتُ مَا جَدًّا (میں نے ماجد کو  
 نصرانی بنادیا) ماخذ ”نَصَرَ“ ہے۔  
 (ب) ماخذ کی طرز کر دینا، جیسے: حَيَّمْتُ الرَّذَاءَ (میں نے چادر تان کر شیمہ کی

۱۔ یہ خاصیت الباس سے قریب تر ہے۔ ۲۔ اس میں خاصیت تصویر بھی ہے، حدیث شریف  
 میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ  
 فَاهْوَاهُ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَمَجُجِيًّا، رَمَزَ الْهَدْيُ: ۱۳۶۹، بخاری ج ۴، ص: ۱۸۵) ایک  
 جگہ ہے: حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تُجَدُّ عَنْ نَهْائِ رَمَزَ الْهَدْيُ: ۲۳۴۷، بخاری ص: ۱۹۷، ان افعال میں  
 خاصیت تحویل ہے تُجَدُّ عَنْ نَهْائِ: (تم اس کو تک کٹا بنا دیتے ہو)۔

(الف) ثلثی مجرد کی موافقت، جیسے: تَمَرْتُهُ وَتَمَرْتُهُ (میں نے اس کو کھجور دی)۔<sup>۲</sup>  
 (ب) باب افعال کی موافقت، جیسے: اَمْهَلْتُ مَا جَدًا لَعْنِي مَهْلَتُهُ (میں نے ماجد کو مہلت دی) تَمَرَوْتُ وَتَمَرْتُ (کھجور خشک ہو گئی)۔<sup>۳</sup>  
 (ج) تفعیل کی موافقت، جیسے: تَرَسْتُ وَتَرَسْتُ (ڈھال سے اپنی حفاظت کی)۔<sup>۴</sup>

(۱۳) ابتدا: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ مجرد میں آیا ہی نہ ہو، آیا ہو تو اس معنی میں نہ ہو۔  
(الف) مجرد میں آیا ہی نہ ہو، جیسے: لَقَبْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو لقب دیا) مجرد میں آیا ہی نہیں ہے۔

۱۔ اسی کو خاصیت دعا سے بھی تعبیر کرتے ہیں، مثلاً: خَيَاتُ يُخَيِّي اس نے خَيَاتُ اللہ کہا، (اللہ تمہیں زندہ کر دے) سَقَا اس نے سَقَا اللہ کہا (اللہ تمہیں سیراب کرے) عَجَّلَ عَجَلًا، اَمَّنَ اس میں اعطاء و اخذ بھی ہے صَرَفَ و صَرَفَ اس نے پھیرا عَجَلَ و عَجَلَ اس نے جلدی کی نَشَفَ و نَشَفَ صاف کیا۔ یہ اس میں خاصیت حینونت بھی ہے، فَكَّرَ و افكَّرَ اس نے سوچا تَتَّقِ التَّارِدَ میں ہشام بحوی فرماتے ہیں کہ: الْعَالِ تَفْعِلُ کے معنی میں میری نگاہ میں صرف دو جگہ مشغول ہے، فَعْمَلُ الْكَافِرِينَ اَيْ اَمَلُهُمْ لَامن لَا يُمْكِرُ لَا يُمْكِرُ م (مولد الہمدانی ج: ۲ ص ۱۰۷) کوالہ موسوعہ ضرب الامثال از دکتور اسمیل بدیع یعقوب ج: ۵، ص: ۵۶۷۔ فرما فرماتے ہیں کہ: تَزَيُّتُ الْكِتَابِ اَيْ اَتَزَيُّتُ میں نے خط پر مٹی ڈالی بھی ہے اس میں خاصیت تخلیل بھی ہے۔ یہ اس میں خاصیت فَعْمَلُ بھی ہے۔

(ب) اس معنی میں نہ ہو، جیسے: جَوْنْتہ میں نے اس کو آزمایا، جَرِبَ مجرّد میں خارش والا ہوا، دوسرے معنی میں ہے۔

اس باب کی مندرجہ ذیل تین خاصیتیں بھی ہیں

(۱۴) تَشْبِہ بماخذ: ماخذ کے مثل ہونا فاعل کا ماخذ مادہ کے مثل ہونا، جیسے:

قَوْمٌ مَسْعُودٌ (مسعود جھکاؤ میں کمان کی طرح ہو گیا)۔

(۱۵) تَوَجُّہٌ اِلَى الشَّيْءِ: فاعل کا ماخذ کی طرف متوجہ ہونا، جیسے: شَرَقْتُ

اَوْغَرْتُ (میں مشرق یا مغرب کی طرف متوجہ ہوا) کَوُفٌ (کوفہ کی طرف متوجہ

ہوا) قَوُوزٌ (مغازہ یعنی جنگل کی طرف چلا) غَوُوزٌ (غور کی طرف چلا)۔

(۱۶) تَقْبِلُ الشَّيْءِ: فاعل کا ماخذ کو قبول کرنا، جیسے: شَفَعْتُ اَبَا سَعِيدٍ

(میں نے ابوسعید کی سفارش قبول کی)۔

## تمرین

(۱) تحویل کی تعریف کیجیے! هُوَ د يَهْوُ ذ میں تحویل کس طرح ہے؟

(۲) کَبُرَ میں کوئی خاصیت ہے؟

(۳) تَخْلِيْطٌ و تَطْلِيْہ کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!

(۴) فَسَقَتْہ ، جَلَلَتْہَا اور لَا تُكْفِرُ اَہْلَ الْقِبْلَہ کا ترجمہ کیجیے!

(۵) صَبَحَ اس نے صَبَحَكَ اللہ بغیر کہا، میں کیا خاصیت ہے؟

(۶) جَدَّعَ اللہ لَكَ خَدَا تَحْمٌ کو میب دار کرے میں کیا خاصیت ہے؟

(۷) باب تَفْعِيْلُ كُنِ الْاَوَابِ کے ہم معنی ہوتا ہے؟

(۸) اِبْتَدَا کی تعریف اور قسمیں بیان کیجیے!

(۹) شَرَقْتُ اور ”تَرَسَ“ کا ترجمہ کیجیے!

۱۔ حَجَرَ الطِّينَ ٹھوس پن میں مٹی پتھر کی طرح ہو گئی (شذ ۱۱ العرف، ص ۴۳) ۲۔ تینوں مثالیں شیخ حملاوی مصری

نے شذ ۱۱ العرف میں بیان کی ہیں، ص ۴۳۔

# انیسواں سبق

## خاصیت باب تفعّل

اس باب کی گیارہ خاصیتیں ہیں جو یہ ہیں:

- (۱) مطاوعت فَعَّل (۲) تکلف (۳) تعجب (۴) لبسِ ماخذ
- (۵) تعمّل (۶) اتخاذ (۷) تدریج (۸) تحول (۹) صیروت
- (۱۰) موافقت (۱۱) ابتداء۔

(۱) مطاوعت: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو ذکر کرنا خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعل اول کے مفعول بہ نے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے یا نہیں، باب تفعّل کے باب تفعلیل کی مطاوعت کے لیے آنے کی خاصیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) فاعل کا اثر مفعول سے کبھی جدا نہ ہو سکے، مثلاً: قَطَّعْتُ الرِّدَاءَ فَتَقَطَّعَ (میں نے چادر کو پارہ پارہ کیا تو وہ پارہ پارہ ہو گئی)۔

(ب) مفعول سے اثر جدا ہو سکتا ہو، مثلاً: أَذْبَنْتُ ثَوْبَانِ فَنَازَبْتُ (میں نے ثوبان کو ادب دیا تو وہ با ادب ہو گیا) مفعول ثوبان سے فاعل کا اثر یعنی ادب جدا ہو سکتا ہے۔  
(۲) تکلف: لغت میں: دکھلاوے کے طور پر کرنا، بناوٹ، اصطلاح میں: فاعل کا خود کو ماخذ و مادہ کی طرف منسوب ہونے کو، ظاہر کرنا اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا۔<sup>۱</sup>

---

۱۔ مفعول رداء (چادر) سے کٹوے کٹوے ہونے کا اثر ختم نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ حَوَّلْتُهُ فَتَحَوَّلَ میں نے اس کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیرا تو وہ پھر گیا، تَبَيَّنَتْ فَتَبَيَّنَ میں نے اس کو ہوشیار کیا تو ہوشیار ہو گیا۔  
۳۔ فَاكْدَہ: تکلف میں بالفعل فاعل میں ماخذ کا حصول نہیں ہو تا بلکہ محض ظاہر کیا جاتا ہے، خواہ اس کا حصول ممکن ہو، جیسے تَشَجَّعَ (اس نے بہادری ظاہر کی) یا حصول ممکن نہ ہو جیسے تَحَكُّفٌ وہ حکلف کو فی ہا۔

(الف) ماخذ کی طرف منسوب ہونے میں بناوٹ کرنا جیسے: تَكْوِفٌ (خود کو کوئی بتایا یا کو فیوں جیسی شکل و صورت بنائی) ماخذ ”کوفہ“ ہے۔

(ب) ماخذ حاصل کرنے میں کوشش کرنا، جیسے: تَصَبَّرَ اس نے تکلف صبر کیا۔

(۳) تَعَجَّب: احتراز کرنا، چننا، فاعل کا ماخذ و مادہ سے پرہیز کرنا اور باز رہنا، جیسے: تَعَجَّوبَ ماخذ ”حُب“ بمعنی گناہ ہے (اس نے گناہ سے احتراز کیا)۔

(۴) لَبِسَ ماخذ: فاعل کا مادہ و ماخذ پہننا، مثلاً: تَخْتَمَ ماخذ ”خَاتَم“ بمعنی انگوٹھی ہے (اس نے انگوٹھی پہنی)۔

(۵) تَعَمَل: فاعل کا مادہ و ماخذ کو اس کام میں ملانا جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے، اس کی تین صورتیں ہیں: (الف) ماخذ فاعل سے اس طرح مل جائے کہ، پیوست ہو جائے جدا نہ ہو سکے، مثلاً: تَدَهَّن (اس نے بدن پر تیل ملا) ماخذ ”دُهْن“ بمعنی تیل ہے۔

(ب) ماخذ فاعل سے بالکل متصل نہ ہو یعنی پیوست نہ ہو بلکہ قریب ہو، مثلاً: تَتَوَسَّلُ لِبَيْلٍ (نبیل نے ڈھال سے اپنے آپ کو بچایا) ماخذ ”تَوَسَّلَ“ بمعنی ڈھال ہے۔  
(ج) ماخذ فاعل سے بالکل متصل اور ملا ہوا ہو لیکن سرایت کیے ہوئے نہ ہو، جیسے: تَخْتَمَ (اس نے انگوٹھی پہنی)۔

۱۔ صاحبِ فصول اکبری نے اس کے بجائے تَجَوُّع کی مثال پیش کی ہے، یعنی خود کو بھوکا رکھا، یہ تکلف کی مثال میں زیادہ مناسب نہیں، کیوں کہ تکلف میں بالفعل حصولِ ماخذ نہیں ہوتا؛ بلکہ محض ظاہر داری ہوتی ہے لیکن یہاں یہ ممکن ہے کہ واقعی وہ بھوکا ہو: اِلَيْهِ تَعَمُّدٌ سیری کے باوجود اپنے کو بھوکا ظاہر کرے تو یہ مثال درست ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحبِ فصول اکبری نے شرحِ اصول اکبری میں اس مثال سے گریز کیا ہے، (نولور: ص ۱۰۰، مخطوط اصول اکبری، ۵، ص ۱۰۰) ۲۔ تَخَلَّمَ غَمِيْرٌ غَمِيْرٌ نے تکلف بردباری کی۔ ۳۔ اس میں خاصیتِ تعمل بھی ہے۔ ۴۔ ڈھال سے اپنے آپ کو بجائے وقتِ ماخذ فاعل کے قریب رہتا ہے؛ لیکن جدا ہوتا ہے۔ ۵۔ تَخِيْمٌ اس نے خیمہ کھڑا کیا خیمہ سرے لگا ہوا ہو تو فاعل سے متصل و مقارن تو نظر آتا ہے لیکن پیوست نہیں ہوتا۔

## بیسواں سبق

### بقیہ خاصیات:

(۶) اتخاذ ماخذ: لغت میں: بنانا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا ماخذ میں لینا، گویا چار صورتیں ہیں:

(الف) فاعل کا اصل ماخذ و مادہ بنانا، مثلاً: تَخَيُّتُ<sup>۱</sup> (میں نے خیمہ بنایا) ماخذ ”جِبَاء“ بمعنی خیمہ ہے۔

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، مثلاً: تَحَوَّزْتُ<sup>۲</sup> حَمِيدٌ مِنَ الْمَعْصِيَةِ (حمید نے گناہ سے پناہ لی) ماخذ ”حِرْزٌ“ بمعنی ”پناہ“ ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ بنانا، جیسے: تَوَسَّدَ رَشِيدٌ الْحَجَرَ (رشید نے پتھر کو تکیہ بنایا) ماخذ ”وَسَادَةٌ“ بمعنی تکیہ<sup>۳</sup> ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ”لَا تَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ“ (قرآن کو تکیہ مت بناؤ) <sup>۴</sup>

۱۔ فاعل شکلم نے ماخذ خیمہ بنایا، قائمہ: فصول اکبری کے مشہور شارح علامہ محمد رحمہ اللہ، صاحب نوادر الوصول نے صاحب فصول اکبری کی چند تسامحات کی تائید ہی کی ہے، ان میں سے یہ مقام بھی ہے کہ انھوں نے پہلی قسم فاعل کا ماخذ ”بنانا“ کی مثال تَبَوُّبٌ دی ہے ماخذ باب بمعنی دروازہ ہے، یعنی فاعل نے دروازہ بنایا؛ لیکن کتب لغت سے اس کی تائید نہیں ہوتی؛ بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے ”اس نے دربان بنایا“ ماخذ ”بَوَّابٌ“ ہے بمعنی ”دربان“ اس وقت اعتماد کی تیسری قسم فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا کی مثال ہو گی نہ کہ پہلی قسم کی۔ تَذَوُّرُ الْمَكَانِ (میں نے کسی جگہ کو گھر بنایا) فصول اکبری میں اس کی مثال ”تَجَنَّبٌ“ دی گئی ہے (اس نے کنارہ کشی اور گوشہ اختیار کیا) ماخذ ”جَنَّبٌ“ بمعنی ”گوشہ“ ہے یہ ترجمہ بھی کتب لغت کے مخالف ہے، صحیح ترجمہ ہے، وہ دور ہوا؛ یہی وجہ ہے کہ متا فصول اکبری نے شرح اصول اکبری میں اس مثال سے احتراز کیا ہے اس لیے یہاں تَحَوُّزٌ کی مثال دی گئی ہے تفصیل کے لیے دیکھیے۔ نوادر، ص ۱۰۲۔ سِ قَبِيْتُ سَلِيمًا میں نے سلیم کو لے پا لک بنایا (منہ بولا بنایا) ماخذ ”ابن“ ہے۔ سِ غَنَ أَبِي عُيَيْدَةَ الْمَلِكِي صاحب النبی ﷺ: لَا تَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ۔ التاريخ الكبير للبخاري، جلد ثالث ۲، ص ۸۳، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۴، ص ۲۵۱۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا یا لینا، جیسے: تَابَطَ الشَّرُّ مَاخِذَ اِبْطٍ بمعنی (بغل ہے، اس نے شر کو بغل میں لیا)۔

(۷) تدریج: ٹھہر ٹھہر کر کرنا، فاعل کا مفعول کو رفتہ رفتہ بار بار کرنا، اس کی دو قسمیں ہیں:

(الف) ایک دفع اس کا حصول ممکن ہو، جیسے: تَجَرَّعَ الْمَاءَ (اس نے گھونٹ گھونٹ پانی پیا) (ایک مرتبہ بھی پیا جاسکتا ہے)۔

(ب) ایک ہی دفعہ ممکن نہ ہو، مثلاً: تَحَفَّظَ الْقُرْآنَ (اس نے قرآن تھوڑا تھوڑا یاد کیا) یہاں عادت بیک دفعہ حصول ممکن نہیں۔

(۸) تَحَوَّلٌ: لغت میں: پھرنا، اصطلاح میں: فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہو جانا، مثلاً: تَنَصَّرَ مَاجِدٌ (ماجد نصرانی ہو گیا) ماخذ ”نصرانی“ ہے۔

(ب) مثل ماخذ، تَبَخَّرَ كَرِيمٌ (کریم علم و سخاوت میں سمندر کی طرح ہو گیا)۔  
صیوروت سے لغت میں: ہونا، فاعل کا ماخذ و اصل فعل والا ہونا، مثلاً: تَمَوَّلَ ماخذ ”مال“ ہے (وہ مال دار ہو گیا)۔

(۱۰) موافقت: موافق و مطابق ہونا، کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں کبھی متفق ہونا، باب تفعّل عموماً چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

۱۔ فاعل نے مفعول کو ماخذ یعنی بغل میں لیا، لقب ہے ثابت بن جبرک: جنہوں نے ساپ سے لکڑیوں کو درسی کے طور پر باندھ کر لایا تھا۔ ۲۔ تَفَهَّمُ الْمَسْئَلَةَ: اس نے مسئلہ آہستہ آہستہ سمجھا، تَعَلَّمَ الصَّوْفَ اس نے علم صرف رفتہ رفتہ سیکھا۔ ۳۔ تَجَدَّعَ الْحَيَوَانُ (جانور کان کٹا ہو گیا) ماخذ ”جذع“ ہے قَهْوُذ (دو بیہودی ہو گیا) تَعَجَّسَ (دو بھوس یعنی آتش پرست ہو گیا) تَوَسَّنَ مَسْجِدَ (ساجد بابرکت ہو گیا)۔ ۴۔ یعنی فاعل ماخذ سمندر کی طرح ہوا۔ تَقَوَّضَ (دو مکان کی طرح ہوا) ۵۔ تحوّل و صیوروت بظاہر ایک لگتے ہیں؛ البتہ دونوں میں فرق ہے، تحوّل میں فاعل نفس ماخذ ہو جاتا ہے، جیسے: تَنَصَّرَ نَبِيلٌ (نبیل نصرانی ہو گیا) ماخذ ”نصرانی“ ہے یہاں فاعل نفس ماخذ ہو گیا ہے؛ اس کے برخلاف صیوروت میں فاعل ماخذ یا مثل ماخذ نہیں ہوتا؛ بلکہ ماخذ والا ہوتا ہے، جیسے: تَمَوَّلَ دُحَالٌ دَارٌ ہو گیا۔ قَوَّجَلٌ (پیادہ پا ہوا)۔

(۱) مثلاً مجرد کی موافقت، جیسے: قَرَّوَحَ وَرَاحَ (شام کے وقت آنا جانا)۔  
 (۲) اَفْعَلَ یعنی باب افعال کی موافقت، جیسے: تَهَجَّدَ أَهْجَدَ کے معنی میں ہے (اس نے نیند دور کی)۔

(۳) فَعَلَ: یعنی باب تفعیل کی موافقت، جیسے: كَذَبَهُ (اس نے اس کی طرف کذب کی نسبت کی)۔

(۴) اِسْتَفْعَلَ یعنی باب استفعال کا ہم معنی، جیسے: تَحَوَّجَ اِسْتَحَوَّجَ کے معنی میں ہے (اس نے ضرورت طلب کی) حدیث شریف میں ہے: مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا اَيُّ لَمْ يَسْتَعَنَّ وَلَمْ يَطْلُبْ بِهِ الْغِنَى (جس نے قرآن کریم کو خوشی بخشی سے نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں)۔

(۱۱) ابتداء: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ مجرد میں آیا ہی نہ ہو، یا اگر آیا ہو تو مزید فیہ کے معنی کے علاوہ معنی میں ہو۔  
 (الف) تَشْمَسُ (اس نے دھوپ کھائی) مجرد میں مستعمل ہی نہیں۔

(ب) تَكَلَّمُ (اس نے گفتگو کی) مجرد میں کَلِمَ زُحْمِ ہوا کے معنی میں ہے۔

## تمرین

تَأْتَمُّ وہ گناہ سے بچا، تَهَجَّدُ اس کی نیند اچاٹ ہو گئی میں کیا خاصیت ہے؟ (۲) لَبَسَ  
 ماخذ و تعمل کی کیا تعریف ہے؟ (۳) اتخاذا کی چاروں صورتوں کو بیان کیجیے؟ (۴) یہ باب  
 کتنے ابواب کی موافقت کرتا ہے؟ (۵) تحول کی تعریف اور تَهَوَّدَ کا ترجمہ کیجیے؟ (۶) ابتداء

۱۔ اس میں خاصہ نسبت بھی ہے۔ ۲۔ عن أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا، رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ وَرَقْمُ الْحَدِيثِ: ۱۷۱۴ بخاری میں اس طرح کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے (ج ۱ ص ۷۷) يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ قَالَ: سَفِيَانُ: تَفْسِيرُهُ يَسْتَعَنَّ بِهِ۔ ۳۔ لَمْ يَتَعَنَّ باب تفعیل سے ہے جو لَمْ يَسْتَعَنَّ باب استفعال کے معنی میں ہے۔ ۴۔ خاصیتِ تعمل بھی ہے، ۵۔ تَصَدَّى در پے ہوا صَدَّى مجرد میں پیاسا ہوا کے معنی میں ہے۔

کی دونوں قسموں کو بیان کیجیے! (۷) تَوَلَّى وَتَلَّى (اس نے روگردانی کی) میں کیا خاصیت ہے؟  
(۸) باب تفعّل کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ ان میں سے پانچ کی تعریف مطلوب ہے؟

## اکیسواں سبق

### خاصیتِ بابِ مفاعلت

اس باب کی چھ خاصیتیں ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) مُشاركت (۲) تعدیہ (۳) موافقت (۴) تصصیر (۵) ابتداء (۶) مُولات۔

(۱) مشارکت: لغت میں: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: فاعل اور مفعول کا کسی کام کو مل کر اس طرح انجام دینا کہ ان میں سے ہر ایک معنیٰ فاعل بھی ہو اور مفعول بھی؛ اگرچہ لفظاً ایک فاعل دوسرا مفعول ہوگا، جیسے: قَاتَلَ سَاجِدٌ سَمِيراً (ساجد نے سمیر سے قتل کیا)۔

(۲) تعدیہ: تجاوز کرنا، اصطلاح میں: مجرد میں لازم ہو تو مزید فیہ میں متعدی کر دینا متعدی ہو تو مزید فیہ میں متعدی بدو مفعول کر دینا، جیسے: کُرُمَ نَجِيبٌ

---

۱۔ ایک نے دوسرے کو مارا یا تو ہر ایک فاعل بھی ہے اور مفعول بھی۔ فائدہ: (الف) فاعل و مفعول ہر ایک واحد ہو، جیسے: قَاتَلَ سَاجِدٌ سَاجِدًا (ساجد نے ساجد سے قتل کیا) فاعل و مفعول ایک ایک ہیں۔  
(ب) دو فاعل جانب متعدی اور کئی ہوں۔ جیسے: ضَارَ بِنَاهُمْ (ہم نے ان سے مار پیٹ کی)۔ (ج) فاعل متعدی اور مفعول ایک ہوں، جیسے: ضَارَ بِنَاهُ يَاسَاسٌ کے برعکس ضَارَ بِنَاهُمْ۔ فائدہ: کبھی مشارکت سے مراد کہ مفہوم فعل صرف ایک طرف سے پایا جاتا ہے، جیسے: يَخَادِعُونَ اللّٰهَ (وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں) عَاقِبَتُ الْبَلَصِّ (میں نے چور کو سزا دی)۔ قَاتَلَ اللّٰهُ عَالِمًا (اللہ نے عالم کو قتل کیا)۔

(نجیب فیاض ہوا) سے گَارَمَتْ نَجِیاً (میں نے نجیب کے پاس ہدیہ بھیجا تاکہ وہ بدلا دے) ۱۔

بیک مفعول سے بدو مفعول، جیسے: أَكَلْتُ تَفَاحاً (میں نے سیب کھایا) سے أَكَلْتُ حَمِیْذاً رُمَانًا (میں نے حمید کو انار کھلایا)۔

(۳) موافقت: باب مفاعلت چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

(۱) مجرد کا ہم معنی ہے: مَسَا فَوْتُ وَمَسَقَرْتُ (میں نے سفر کیا) ۲۔

(۲) افعَل کا ہم معنی، جیسے: بَاعَدْتُهُ أَبْعَدْتُهُ (میں نے اس کو دور کیا) شَابَهَهُ

وَأَشْبَهَهُ (وہ اس کے مشابہ ہوا)۔

(۳) فَعَّل کا ہم معنی ہوتا ہے، جیسے: ضَاعَفَ اور ضَعَّفَ ہم معنی ہیں

(دوچند ہوا) ۳۔

(۴) تفاعل کا ہم معنی، جیسے: شَاتَمَ سَاجِدًا مَاجِدًا، تَشَاتَمَا (ساجد اور

ماجد نے آپس میں گالی گلوچ کی) ۴۔

(۵) تصییر: لَوْنَانَا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا کر دینا، مثلاً:

عَافَاكَ اللَّهُ (اللہ تجھ کو عافیت بخشے) یعنی عافیت والا کر دے ماخذ ”عافیۃ“ ہے۔

(۶) ابتداء: کسی مزید فیہ باب کا مجرد میں آئے بغیر آنا، یا مجرد کے علاوہ کسی معنی

میں آنا، جیسے: قَاخَمَ (سرحدیں متصل ہوئیں) قَامَسِیْتُ الْمَصَائِبَ (میں مصیبت سے

دوچار ہوا) ۵۔

۱۔ بَعُدَ وہ دور ہوا، بَاعَدْتُهُ میں نے اس کو دور کیا۔ قَا مَدَہ: اگر کوئی فعل مجرد میں متعدی ہو اور وہ

مشارکت کو قبول کرتا ہو، یعنی اس فعل کا درنوں فاعل بھی ہو سکتا ہو، اور مفعول بھی تو وہ اپنی حالت پر باقی رہتا

ہے، یعنی باب مفاعلت میں بھی ایک ہی مفعول کو چاہے گا، مثلاً: قَتَلَ زَيْدٌ عَمْرًا سے قَاتِلُ زَيْدٍ عَمْرًا۔

۲۔ مجرد کو کسی باب سے ہو۔ سَ نَاوَلْتُهُ بَلَنَّهُ میں نے اس کو لیا، ذَا لَعَ ذَلَعُ اس نے ہٹایا، خَا ذَعَ خَذَعَ اس

نے دھوکا دیا۔ سَ لَاحَمَ لَاحَمَ اس نے کھنایا۔ ۵۔ قَابِلٌ تَقَابَلُ آئے سائے ہو اِلَّا زَعَ تَنَازَعَ مَحْظَرٌ آگیا۔

(۷) مُوالات: لگا تار کرنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مسلسل لگا تار کرنا، مثلاً: وَاصَلْتُ الْجُهْدَ (میں نے لگا تار محنت کی)۔<sup>۱</sup>

## تمرین

(۱) مشارکت کا مفہوم بیان کیجیے! (۲) مفاعلت کتنے بابوں کی موافقت کرتا ہے (۳) مُوالات کا کیا مطلب ہے؟ (۴) ان لفظوں میں کیا خاصیت ہے، شَكْلٌ وَتَشَاكُلٌ (مشابہ ہوا) أَصْفَى وَصَافِي خالص محبت کی (۵) واصل المطالعة کا ترجمہ کیجیے! (۶) تعدیہ کی قسمیں مع مثال بیان کیجیے!

## بائیسواں سبق

### خاصیت باب تفاعل

اس باب کی یہ چھ خاصیتیں ہیں:

(۱) تشارك (۲) تنخيل (۳) مُطَاوَعَت (۴) موافقت (۵) ابتدا (۶) تدويع -

(۱) تشارك: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: دو یا دو سے زائد چیزوں سے کسی فعل کا اس طرح صادر ہونا کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہو یا دونوں کا تعلق کسی تیسری چیز سے ہو۔<sup>۲</sup>

---

۱۔ مجرد میں لسانہً سبب سخت و درشت ہونے کے معنی میں ہے۔ ۲۔ تاہنّت زیداً میں نے زید کا لگا تار چھپا کیا یہ خاصیت شدّ الاعرف میں شیخ حمد ملاوی معری ولادت: ۱۲۷۳ھ = ۱۸۵۶ء۔ وفات: ۱۳۵۱ھ = ۱۹۳۲ء نے بیان کی ہے، ص: ۳۳۔ ۳۔ لفظاً اگرچہ دونوں فاعل ہوتے ہیں؛ لیکن حقیقتاً ہر ایک فاعل بھی ہے اور مفعول بھی۔

مثلاً: تَشَاتَمَ زَيْدٌ حَمِيْدَةً (زید و حمید نے آپس میں گالی گلوچ کی) ۱  
 (ب) تَرَاَفَعَا شَيْئَانِ (ان دونوں نے کسی چیز کو اٹھایا) مصدر فعل یعنی اٹھانے  
 میں دونوں شریک ہیں؛ لیکن اٹھانے کا تعلق ایک دوسرے سے نہیں؛ بلکہ ایک تیسری  
 چیز سے ہے ۲

(۲) تَخْيِيلٌ ۳: تَخْيِيلٌ يُخَيِّلُ باب تفعیل کا مصدر ہے، لغت میں: توہم  
 کرنا کہ وہ ایسا ہے، اصطلاح میں: قائل کا دوسرے کو اپنے آپ میں محض حصول  
 ماخذ دکھانا؛ جب کہ ماخذ کا حصول حقیقت میں مقصود نہ ہو، مثلاً: تَمَارَضَ (اس نے  
 اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا) ۴

۱۔ گالی گلوچ دونوں سے اس طرح صادر ہوئی کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہے، فصول اکبری کی عبارت  
 ”در مصدر و تعلق فعل“ کا یہی مطلب ہے۔ ۲۔ فائدہ: مشارک و تشارك میں چند فرق ہے (۱) معاشرت کے  
 مُتَشَارِكٌ مَحْنٌ میں ظاہر ایک فاعل دوسرا مفعول ہوتا ہے؛ مگر تفاعل میں ایسا نہیں ہوتا؛ بلکہ دونوں لفظاً فاعل  
 ہوتے ہیں (۲) معاشرت میں دو فریق ہی درمقابل ہوتے ہیں؛ اگرچہ ہر فریق کی تعداد دسیوں ہو، برخلاف  
 باب تفاعل کے اس میں دو سے زائد فریق بھی ہو سکتے ہیں، جیسے: فَقَاتَلَ عَشْرَةً وَجَاهِلًا (دس آدمیوں نے  
 آپس میں قتال کیا) اس میں فریق بہت سارے ہیں (۳) معاشرت میں جو مشارک مَلْعُومٌ المراء ہوتا ہے، باب  
 تفاعل میں فاعل ہو جاتا ہے، جیسے: فَاتَكَلَّ حَمِيْدَةً مُسِيْلًا (حمید نے سبیل سے قتال کیا) فَتَكَتَلَ حَمِيْدَةً  
 وَ مُسِيْلًا برخلاف غیر مشارک کے؛ کیوں کہ وہ مفعولیت پر باقی رہتا ہے، مثلاً: جَعَاذِبٌ مَّاجِدَةً لَوْبًا  
 (ساجد نے ماجد کا کپڑا کھینچا) سے تَجَعَاذِبٌ مَّاجِدَةً لَوْبًا؛ کیوں کہ ثوب معنی مصدری جذب، کھینچ  
 تان میں شریک نہیں ہو سکتا (۴) ایک فرق یہ بھی ہے کہ تفاعل میں کبھی شرکت مصدر فعل میں ہوتی ہے جیسے:  
 تَرَاَفَعَا شَيْئَانِ برخلاف معاشرت کے۔ ۳۔ تخییل کو مظاہر بھی کہتے ہیں، فائدہ: تکلف اور تخییل میں فرق یہ  
 ہے کہ تکلف میں فاعل کو ماخذ مرغوب و مطلوب ہوتا ہے، وہ اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے، اس لیے وہ  
 ایچھے اوصاف میں آتا ہے، برخلاف تخییل کے وہ ناپسندیدہ اور مکروہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ وہ مفت مذموم ہوتی ہے  
 کسی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہے۔ ۴۔ تفاعل اس نے جانتے ہوئے لاعلمی کا اعہاد کیا، تَتَاوَمَ اس نے اپنے آپ کو  
 سوتا ہوا ظاہر کیا، ان میں ماخذ یعنی بیماری، لاعلمی، اور نیند نہ تو حقیقت میں ہے اور نہ ہی مقصود ہے بلکہ محض دوسرے کو  
 دکھانا ہے۔ تعادل (غفلت ظاہر کی) تعامی (اپنے کو تازیبا ظاہر کیا) تعارج (ظاہر انگڑیا) تعاصم (بہرانا)۔

(۳) مطاوعت: اثر قبول کرنا باب تفاعل بھی مطاوعت کے لیے اس باب مفاعلت کے بعد آتا ہے جو: "أَفْعَلَ" کے معنی میں ہوا جیسے: بَاعَدْتُهُ لِقَبَاعَدَ یہاں بَاعَدْتُهُ أَبْعَدْتُهُ کے معنی میں ہے (میں نے اس کو دور کیا تو وہ دور ہو گیا)۔  
(۴) موافقت: باب تفاعل ثلاثی مجرد اور باب افعال کے کبھی کسی معنی میں موافق ہوتا ہے۔

(الف) تَعَالَى وَعَلَا (بلند ہوا)۔

(ب) تَيَآمَنَ أَيْمَنَ کے معنی میں ہے (وہ یمن میں داخل ہوا)۔

(۵) ابتداء: مجرد میں آیا یعنی نہ ہو، جیسے: تَذَاخَلَ تَذَاخَلَ کے معنی میں ہے (وہ داخل ہوا) دَخَلَ مجرد سے آتا ہی نہیں۔

(ب) تَبَارَكَ مقدس ہوا، بَرَكَ مجرد میں معنی اونٹ بیٹھا ہے۔

(۶) تدریج: فاعل میں معنی مصدری یعنی ماخذ کا آہستہ آہستہ پایا جانا، جیسے: تَوَارَدَتِ الْاِبِلُ (اونٹ آہستہ آہستہ آئے)۔

## تمرین

- (۱) تشارك کی تعریف پھر تشارك اور مشاركت کا فرق بیان کیجیے!
- (۲) باب تفاعل مفاعلت کی کب مطاوعت کرتا ہے؟ (۳) تخخیل اور تکلف کا فرق بتائیے! (۴) اس باب کی کل کتنی خاصیتیں ہیں کم از کم تین کی تعریف مطلوب ہیں! (۵) تدریج کی کم از کم دو مثال لکھیے! (۶) تبارك میں کیا خاصیت ہے؟

---

یعنی وہ باب مفاعلت جو باب افعال کے معنی میں ہو اس مفاعلت کی مطاوعت کے لیے باب فاعل آتا ہے۔ اس میں تعدیہ بھی ہے۔ اس میں مصدر ورت بھی ہے۔ اس میں بلوغ بھی ہے۔  
قَرَأَتِ الْعِلَّ دَرِيًّا نِيلَ آهَسَتْ آهَسَتْ يَوْمًا۔

# تیسواں سبق

## خاصیت باب افتعال

باب افتعال کی چھ خاصیتیں ہیں:

(۱) اتخاذ (۲) تصرف (۳) تخییر (۴) مطاوعت (۵) موافقت

(۶) ابتداء۔

(۱) اتخاذ: بنانا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا مفعول کو ماخذ میں لینا؛ گویا چار صورتیں ہوتیں:

(الف) فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اِجْتَحَرَ سَعِيدٌ<sup>۱</sup> (سعید نے سوراخ بنایا) ماخذ ”جُحْر“ بمعنی سوراخ ہے۔<sup>۲</sup>

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اِخْتَرَزَ نَجِيبٌ<sup>۳</sup> ماخذ ”حِرْز“ بمعنی پناہ ہے (نجیب نے پناہ لی)۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ بنالینا، اِغْتَذَى سَعِيدٌ<sup>۴</sup> اِلِلْشَاةَ ماخذ ”غذا“ بمعنی خوارک ہے (سعید نے بکری کو خوراک بنایا)۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں لینا، جیسے: اِغْتَضَدَ لَدِيمٌ<sup>۵</sup> اِلْكِتَابَ ماخذ ”غَضَد“ بمعنی بازو و بغل ہے (ندیم نے کتاب بغل میں لی)۔

۱۔ ہندیم، الجیم علی اللام، ماقائل نے اِغْتَذَى سے اِغْتَذَى اِلِلْشَاةَ اِلِلْجَمِ احْتَجَرَ بھی ہو سکتا ہے، ماخذ ہوگا ”جُحْر“ بمعنی کھود کر، عید نے کھود بنایا۔ اِغْتَضَمَ فَعِلٌ ماخذ ”عَضَم“ بمعنی انگوٹھی ہے، نیکل نے انگوٹھی بنائی، اِغْتَضَمَ ماخذ ”عَضَم“ ہے بمعنی ”تو کر، خدمت گزار“ اس نے خادم بنایا۔ ۲۔ فضول اکبری میں اس کے بجائے اِجْتَبَ کی مثال ہے جس کے معنی ہیں بَعْدَ عَنِ الْجَنْبِ گوشے سے دور ہوا، کنارہ کش ہوا، یہ خاصہ نجیب کی مثال ہوگی، ہند کے اِغْتَذَى کی اسی لیے شرح اصول اکبری میں مصنف علام نے اِجْتَبَ کی مثال نہیں دی ہے نوادر میں: ۱۰۵ اِلِلْبَسَةِ اِلِلْاَسْب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس معنی میں بھی ہوتا ہے، لغوی مثالی، ص: ۸۱۔

(۲) تصرف اس کو اجتہاد و تسبب بھی کہتے ہیں، کوشش کرنا، فاعل کا معنی مصدری اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا، جیسے: اخْتَصَبْتُ الْعَالَ (میں نے مال کوشش سے حاصل کیا)۔

(۳) تَخْيِير: انتخاب کرنا: اصطلاح میں: فاعل کا اپنی ذات کے لیے معنی مصدری انجام دینا، مثلاً: اخْتَالَ نَبِيْلُ لَبْنًا (نبیل نے اپنے لیے دودھ تولایا)۔  
مطاوعت: باب الفتحال فَعَلَ یعنی باب تفعیل اور ثلاثی مجرد کی مطاوعت کے لیے آتا ہے، جیسے: لَوُفَّتْهُ فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو ملامت کی تو اس نے ملامت قبول کی) غَلَّتْهُ فَاغْتَدَلَ (میں نے اس کو سیدھا کیا تو سیدھا ہو گیا) لَهَبْتُ النَّارَ فَاَنْتَهَبْتُ (میں نے آگ بھڑکائی تو آگ بھڑک گئی)۔  
غَمَمْتُ فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو غمگین کیا تو وہ غمگین ہو گیا)۔

۱۔ قرآن کریم میں ہے: ”لَهُمَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ“ سورة جبرۃ آیت: ۲۸۸۔ اس (نفس) کو ثواب بھی اسی کا ہوتا ہے جو اس نے کیا اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہو گا جو امدادے کر گندے گا، شر اور برائی کی طرف چوں کہ طبیعت کھینچتی ہے اور نفس کا بہت قضا ہوتا ہے اس لیے اللہ نے عذاب کے لیے باب الفتحال سے اكتساب استعمال کیا ہے جس میں خاصیت تصرف ہے یعنی جب انسان شر اور برائی کر گزرے گا تو عذاب کا مستحق ہو گا، محض دسوس اور خیالات سے نہیں اس کے برخلاف اچھائی اور نیکی پر نفس کو تیار کرنا پڑتا ہے اس لیے رحمت خداوندی ہے کہ نیکی پر اجر و ثواب بسا اوقات محض امدادے اور نیت پر مل جاتا ہے اس لیے ثلاثی مجرد کا لفظ کسب لایا گیا ہے، کذا فی الروح مختصر (محدث شاق حیر)۔ اخْتَصَبْتُ اس نے لکھو یا یعنی لکھنے کو طلب کیا۔ ۲۔ قرآن کریم میں ہے: وَالَّذِي اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْعَوْنَ مَطْلُوعِينَ: ۲ اِسْتَوَى اللّٰهُمَّ اس نے اپنے لیے گوشت بھونا، اَطْبَخَ اس نے اپنے لیے پکایا۔ اِثْرُنَ الْاَمِيحِ (اس نے اپنے لیے آم وزن کیا) اِسْتَوَا (اپنے لیے اس کو بھونا) اِلْقَاطُ حَوْضًا (اپنے لیے حوض میں مٹی لگائی) ۳۔ مجرد کی مطاوعت بقول ابو حیان و شیخ زکی قل ہے نقل عن مسيوہ نوادر، ص: ۱۰۶۔

ثلاثی مجرد کی مثال: جَمَعْتُهُ فَاَجْتَمَعَ میں نے اس کو جمع کر دیا تو وہ جمع ہو گیا اور متہ فَاَقْرَبَ بَشَرِيَّةً فَاَشْعَوِي (میں نے اس کو بھونا تو وہ بھن گیا) ان سب میں باب تفعیل و مجرد دونوں ہو سکتے ہیں۔

## چوبیسواں سبق

### باب افتعال کی دیگر خاصیات:

(۵) موافقت: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں یکساں ہونا، باب افتعال پانچ بابوں کے ہم معنی ہوتا ہے:

(۱) مجرد کا ہم معنی، جیسے: اِفْتَدَرَ وَفَدَرَ (قاد رہا)۔

فائدہ: یہ خاصیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے۔

(۲) اَفْعَلَ (باب افعال) کا ہم معنی، جیسے: اِخْتَجَزَ وَاحْتَجَزَ (وہ حجاز آیا یا حجاز پہنچا)۔

(۳) تفعّل کی موافقت، جیسے: اِرْتَدَى وَتَرَدَى (اس نے چادر اوڑھی)۔

(۴) تفاعل کا ہم معنی، جیسے: اِخْتَصَمَ وَتَخَاصَمَ (اس نے جھگڑا کیا)۔

(۵) استفعال کا ہم معنی، جیسے: اِيتَجَرَ الدَّارَ، وَاسْتَجَرَ هَا (اس نے کرایے پر گھر لیا)۔

(۶) ابتدا: مجرد میں آتا ہی نہ ہو، مثلاً: اِبْتَسَمَتِ الشَّاةُ، یہ اصل میں

اِبْتَيْمَتْ تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوا الف سے بدلا۔ مصدر ”اِلَابْتِيَامُ“ ہے (بکری گھاس کی تلاش میں ادھر ادھر گھومی)۔

یا مجرد میں دوسرے معنی میں ہو، جیسے: اِسْتَلَمَ (بوسہ لیا، چوما) ماخذ ”سَلَمَةٌ“

بمعنی پتھر سے ماخوذ ہے مجرد میں سَلِمَ سلامت بہا دوسرے معنی میں ہے۔

---

۱۔ اِخْتَفَلَ وَخَفَلَ (اس نے اٹھایا)۔ ۲۔ اس میں خاصیت بلوغ بھی ہے۔ ۳۔ اِمْتَازَ وَتَمَيَّزَ (وہ جدا

ہوا)۔ اِسْتَوَى وَتَسَاوَى (برابر ہوا)۔ ۴۔ اِتَّجَمَ ماجذ (ماجد نے ہوئی بکری زنگی) ۵۔ لَفَرَ يَفْقِرُ لَفْرًا

(اس نے پشت کی ہڈی توڑی) اَلْفَقَرُ (فقیر) (فقیر ہوا)۔

## باب افعال کی غیر معروف تین خاصیتیں یہ ہیں:

(۱) اظہار: فاعل کا کسی کے سامنے ماخذ ظاہر کرنا، جیسے: اِعْتَظَمَ (اس نے عظمت ظاہر کی) ماخذ "عَظْمَةٌ" ہے اِعْتَدَدَ (اس نے معذرت ظاہر کی) ماخذ "عُدَدٌ" ہے، اِعْتَظَمَ (اس نے عظمت اور بڑائی ظاہر کی)۔

(۲) تشارك، جیسے: اِخْتَصَمَ نَيْلٌ وَمَسْمِيرٌ (نیل اور سمیر آپس میں جھگڑے) اِفْتَتَلَ الصَّدِيقَانِ (دو دوستوں نے آپس میں قتال کیا) اِخْتَلَفَ الزَّعِيمَانِ (دو لیڈروں نے اختلاف کیا)۔

(۳) مبالغہ: فاعل میں معنی فعل زیادہ پایا جانا، جیسے: اِفْتَدَرَ نَجِيبٌ (نجیب بہت زیادہ قوت والا ہوا) اِدْتَدَ (بہت زیادہ پھر گیا)۔

## تمرین

(۱) تصرف کی تعریف اور اس کا دوسرا نام بتائیے! (۲) اتخاذ کی چاروں قسموں کو بیان کیجیے! (۳) موافقت تفعیل کی کیا مثال ہے؟ (۴) باب افعال کن کن ابواب کی مطاوعت کرتا ہے (۵) تخییر کا مفہوم کیا ہے؟ (۶) تشارك کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!

## پچیسواں سبق

### خاصیت باب استفعال

استفعال کی دس خاصیتیں ہیں:

(۱) طلب (۲) لیاقت (۳) وجدان (۴) حِسبان (۵) تحوّل

(۶) اتخاذ (۷) قصر (۸) مُطَاوَعَت (۹) مُوَافَقَت (۱۰) اِبْتِدَا۔

۱۔ اظہار، تشارك، مبالغہ کی یہ تینوں خاصیتیں شیخ حمادی مصری نے شذالعرف میں بیان کی ہیں، ص: ۳۵۔

(۱) طلب: مانگنا، اصطلاح میں: مفعول سے فاعل کا ماخذ و مادہ فعل مانگنا، خواہ  
 حقیقتاً ہو، یا مجازاً یعنی ظاہر۔

(الف) اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ ماخذ ”مَغْفِرَت“ ہے (میں نے اللہ تعالیٰ سے  
 مغفرت چاہی)۔

(ب) مجازاً یعنی واقعتاً مانگنے کی بات نہ ہو؛ لیکن محسوس ہوتا ہو کہ گویا وہ  
 مانگ رہا ہے، مثلاً: اِسْتَغْوَرْتُ الْبِتْرُوْلَ مِنَ الْاَرْضِ (میں نے زمین سے پٹرول  
 نکالا)۔

(۲) لیاقت لغت میں لائق و مستحق ہونا: اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری  
 اور مادے کے لائق و مستحق ہونا، جیسے: اِسْتَرْقَعَ الثَّوْبُ (کپڑا پیوند کے لائق ہو گیا)  
 ماخذ ”رُقْعَة“ بمعنی پیوند ہے۔

(۳) وجدان پانا، فاعل کا مفعول کو ماخذ و معنی مصدری سے متصف پانا، مثلاً:  
 اِسْتَكْرَمَ رَشِيْدٌ رَفِيْقَهُ (رشید نے اپنے دوست کو کرم و سخاوت سے متصف پایا)  
 ماخذ ”كْرَم“ بمعنی سخاوت ہے۔

(۴) حسبان نگہ لغت میں: گمان کرنا، فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ کے ساتھ  
 متصف گمان کرنا، اعتقاد رکھنا، جیسے: اِسْتَحْسَنْتُهُ (میں نے اس کو اچھا خیال کیا)۔

۱۔ اِسْتَغْفَرْتُهُ (میں نے اس سے کمانا طلب کیا) اِسْتَفْرَقْتُهُ (میں نے اس سے مدد چاہی) یہ اس باب  
 کی بکثرت پائی جانے والی قاضیت ہے، اِسْتَغْفَرْتُ (میں نے علیہ مانگا) اِسْتَعْنَيْتُ، اِسْتَعْبَرْتُ،  
 ظاہر ہے کہ زمین سے پٹرول نہیں مانگا جاتا؛ لیکن اس کے لیے زمین کو دنا اور کوشش کرنا گویا زمین  
 سے مانگنا ہے، اِسْتَغْوَرْتُ الْوَقْدَ مِنَ الْجِدَارِ (میں نے دیوار سے گیل نکالی)۔ مع اِسْتَبْخَانَهُ میں  
 نے اس کو خیل پایا ماخذ ”بُخْل“ ہے اِسْتَغْنَيْتُهُ میں نے اس کو غمت والا پایا۔ اِسْتَجَدْتُهُ (میں نے  
 اس کو حمد پایا)۔ اِسْتَحْسَنْتُهُ (میں نے اس کو مونا پایا)۔ مع حسبان اور وجدان میں فرق یہ ہے کہ  
 وجدان میں مکمل یقین ہوتا ہے اور حسبان میں گمان یا غالب گمان ہوتا ہے۔ ۲۔ اِسْتَبْخَنْتُهُ میں نے  
 اس کو برا سمجھا، نو اور الوصول، ص: ۷۰،

(۵) تحول: پھرنا، فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہو جانا، ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: تحول صوری اور تحول معنوی:

(۱) عین ماخذ ہونا صورتاً و حقیقتاً، جیسے: اسْتَخْجَرَ الطَّيْنَ (گارا پتھر ہو گیا)۔

(۲) عین ماخذ ہونا معنوی طور پر، جیسے: اسْتَشْيَتْ الشَّاةُ (بکری بکرا بن گئی) ماخذ ”قیس“ بمعنی بکرا ہے۔

(۱) مثل ماخذ ہونا صورتاً و حقیقتاً، جیسے: اسْتَخْجَرَ الطَّيْنَ (گارا پتھر کی طرح ہو گیا)۔

(۲) مثل ماخذ ہونا معنوی طور پر، جیسے: اسْتَنَوَقَ الْجَمْلُ (اونٹ اونٹنی کی طرح ہو گیا)۔

اسْتَنْسَرَ الْبُغَاثُ (بغاٹ گدھ ہو گیا یا گدھ کے مشابہ ہو گیا)۔

۱۔ فاعل عین ماخذ یعنی پتھر ہو گیا ہے اور حقیقتاً ہے، اسْتَفْوَسَ الْحَاجِبُ (در بان جمکاؤ میں کمان کی طرح ہو گیا) ماخذ، قوس بمعنی کمان ہے۔ ۲۔ ظاہر ہے کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہو سکا بلکہ طاقت و قوت اور قربی کی وجہ سے مجازاً کہ دیا گیا ہے۔ الصرف الصلیمی میں یہی نقطہ ہے ص: ۲۰۱۔ ۳۔ عین ماخذ و مثل ماخذ دونوں کی مثال ہے، ترجمے کے اعتبار سے فرق ہو گا۔ ۴۔ یعنی اوصاف اور دبلے پن و کمزوری میں یا تیز رفتاری میں اور بردباری میں یہ ایک عربی کا محاورہ ہے یہ اس وقت بولا جاتا ہے، جب کوئی بات کہتے کہتے دوسری بات کو اس سے ملادے۔ اسْتَفْوَسَ، اسْتَفْعَيْتَ اور اسْتَنَوَقَ میں ”یا“ یا ”واو“ کی حرکت ماقبل حرف صحیح ساکن کو دے کر الف سے نہیں بدلا جائے گا: اگر پہلے یہ قاعدہ یہاں جاری ہونا چاہئے؛ کیوں کہ کچھ الفاظ باب افعال و استفعال کے مشتق ہیں، جیسے: اَعْوَلُ رَاعُوا، اسْتَعْوَذَ اسْتِخْوَذَا شِدَّ العَرَفُ ص: ۱۶۷، نو اور الوصول ۵۶۔ قاعدہ اور شد و ذرا تم الحروف کی کتاب ”اصطلاحات صرف“ میں ملاحظہ فرمائیے۔ (حسیری) ۵۔ بزی مائل سفید رنگ کا ایک پرندہ جو گدھ سے چھوٹا اور اڑنے میں مست ہوتا ہے، ماخذ ”نَسَرَ“ بمعنی گدھ ہے یہاں بھی فاعل یعنی بغاٹ ماخذ گدھ یا مثل ماخذ ہو گیا، یہ بھی ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ جو ہمارے پڑوس میں رہتا ہے وہ ہماری وجہ سے معزز بن جاتا ہے۔

## چھبیسواں سبق

### باب استفعال کی بقیہ خاصیات

- (۶) اتخاذ: بنانا، فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، جیسے: اسْتُوْطَنَ نَبِیلٌ دیوبند (نبیل نے دیوبند کو وطن بنایا) ماخذ ”وْطَنَ“ ہے۔
- (۷) قصر: چھوٹا کرنا، مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: اسْتُرْجِعَ (اس نے انا لِلّٰہِ وَاَنَا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا)۔
- (۸) اَفْعَلَ کی مطاوعت، جیسے: اَقْمَنَہُ فَاَسْتَقَامَ (میں نے اس کو کھڑا کیا تو وہ کھڑا ہو گیا) اَحْكَمَہُ فَاَسْتَحْكَمَ (میں نے اس کو مضبوط کیا تو وہ مضبوط ہو گیا)۔
- (۹) موافقت: باب استفعال کبھی ثلاثی مجرد، افعال، تفعیل، اور افتعال کے معنی میں ہوتا ہے۔

- (۱) مجرد کا ہم معنی، جیسے: قَرَأَ اسْتَغْفِرَ (وہ ٹھہرا)۔
- (۲) افعال کی مطابقت، جیسے: اسْتَخْرَجَ اَخْرَجَ (اس نے نکالا) اسْتَجَابَ وَاَجَابَ (اس نے جواب دیا)۔
- (۳) تفعیل کی موافقت، جیسے: اسْتَوَلٰی وَاَقْوٰی (اس نے پورا پورا وصول کیا)۔
- (۴) افعال کا ہم معنی، جیسے: اسْتَدَّ گَرَادٌ کَر (جواصل میں اِذْکَر تھا افعال کے قاعدے سے تائے افعال کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا) (اس نے یاد کیا) اسْتَعَصَمَ وَاِعْتَصَمَ (اس نے مضبوطی سے پکڑا)۔

۱۔ قصر کے لیے اس باب کا آنا نہایت قلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ صاحب فضول اکبری نے اپنی اصول اکبری کی شرح میں اس کے بجائے ترویج کی مثال دی ہے، نوادر، ص: ۱۰۸۔ ۲۔ استبان و بان ظاہر ہوا (اس میں ضرورت تھی) استقام و لام (وہ کھڑا ہوا) استعذ (وہ دروہا)۔ ۳۔ اس مثال میں خاصیت اعطاء ماخذ بھی ہے۔ جیسے تَجَوَّزَ وَتَجَوَّزَ اس نے تکبر کیا (اس میں تکلف بھی ہے)۔

(۱۰) ابتداء: مجرد میں آتا ہی نہ ہو مثلاً: اِسْتَجَزَ (سینہ کے بل جھکا) مجرد میں کسی اور معنی میں ہو، جیسے: اِسْتَعَانَ (زیرِ ناف کے بال صاف کیے) ثلاثی میں عَانَتِ المرأةُ تَعُوْنَ عَوْنًا (عورت ادھیڑ عمر کی ہوئی) دیگر معنی میں ہے۔

اس باب کی دو خاصیتیں یہ بھی ہیں:

(۱۱) تکلف: بناوٹ دکھلاوا، فاعل کا خود کو ماخذ و معنی مصدری کی طرف منسوب ہونے کو ظاہر کرنا، جیسے: اِسْتَجْرَا (اس نے جرأت ظاہر کی)۔

(۱۲) قوت: طاقت ور ہونا، فاعل میں ماخذ و معنی مصدری کا قوت والا ہونا، مثلاً: اِسْتَهْتَرَا مَخْذَ "هَتَرَ" بمعنی بڑھاپا ہے (اس کا بڑھاپا بہت زیادہ ہو گیا) اِسْتَكْبَرَا (اس کا تکبر حد سے بڑھ گیا)۔

## تمرین

- (۱) استوطن المدينة کا ترجمہ کیجیے اور بتائیے کہ اس میں کوئی خاصیت ہے؟
- (۲) خاصیت لیاقت بیان کیجیے ۱ (۳) حَسْبَانِ کی تعریف پھر حَسْبَانِ و وَجْدَانِ کا فرق بتائیے ۱ (۴) اِسْتَبْخَلْتُهُ اور اِسْتَعْظَمْتُهُ میں کیا خاصیت ہے (۵) تَحَوَّلِ کی تمام قسمیں بتائیے ۱ (۶) باب اِسْتِفْعَالِ کن ابواب کی موافقت کرتا ہے؟ (۷) خاصیت قُوَّة کا مفہوم کیا ہے؟ (۸) باب اِسْتِفْعَالِ کی کم از کم پانچ خاصیتیں بیان کیجیے ۱

## ستائیسواں سبق

### خاصیت بابِ انفعال

اس باب کی یہ چھ خاصیتیں ہیں:

- (۱) لزوم (۲) علاج (۳) مطاوعت (۴) موافقت (۵) ابتداء
- (۶) حروفِ یرطون کا قائلے انفعال میں نہ آنا۔

(۱) لزوم: لازم ہونا، یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے، خواہ اس کا مجرد بھی لازم ہو جیسے: فَرِحَ وَانْفَرَحَ (خوش ہوا)۔

یا مجرد میں متعدی ہو اس باب میں لازم ہو جائے، جیسے: فَطَرَ (اس نے پھاڑا) اِنْفَطَرَ (وہ پھٹا)۔

(۲) علاج: فعل میں جوارح و اعضاء ظاہری کا اثر پایا جانا یعنی باب انفعال کا افعالی علاجیہ میں سے ہونا ضروری ہے۔

افعال علاجیہ سے مراد وہ افعال ہیں جن کے واقع ہونے میں کسی عضو کو حرکت ہو اور ان کا ادراک حواس خمسہ ظاہرہ سے کیا جاسکے، یا وہ افعال جو جوارح و اعضاء ظاہری کا اثر قبول کریں۔

مثلاً: اِنْغَسَرَ الْاِنَاءُ (برتن ٹوٹ گیا) ٹوٹنے میں اعضا کو دخل بھی ہو سکتا ہے اور ٹوٹنے کا ادراک بھی ہو سکتا ہے۔

(۳) مطاوعت: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو خواہ لازم ہو یا متعدی ذکر کرنا، جو بتائے کہ فعل اول کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کیا ہے یا نہیں، باب انفعال ثلاثی مجرد کی بکثرت اور باب افعال کی کم مطاوعت کرتا ہے۔

(الف) جیسے: شَقَّ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقَمَرَ فَاَنْشَقَّ (نبی اکرم ﷺ)

۱۔ طِفْتُ وَانْطَفَاتِ النَّارُ آگ بجھ گئی۔ ۲۔ قَلْبُ اس نے بدلا، پلٹا، انقلاب بدل گیا، پلٹ گیا، حَلَّ اس سے اِنْحَلَّ (کھل گیا) فُتِحَ (اس نے کھولا) اِنْفَتَحَ (وہ کھل گیا) یہ خامیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ ۳۔ افعال علاجیہ وہ افعال کہلاتے ہیں جن میں جوارح و اعضاء ظاہری کا اثر پایا جاتا ہے، جیسے: ٹوٹنا، برخلاف دل سے جانتا یا محسوس کرنا یہ افعال علاجیہ میں سے نہیں ہیں، حواس خمسہ ظاہرہ: آنکھ، کان، ناک، زبان، اور مس ہونے اور چمو جانے سے کس چیز کے معلوم ہونے والے بدن کے حصے ہیں یعنی جو چیزیں دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے سے معلوم ہوں۔ ۴۔ یہی وجہ ہے کہ اِنْغَرَفَ، فَاَنْعَلَمَ کہنا درست نہ ہوگا، کیوں کہ معرفت و علم کا تعلق حواس ظاہرہ سے نہیں۔ افعال علاجیہ اس باب ہی سے آتے ہیں بلکہ دیگر ابواب سے ان کا استعمال مجازی ہوگا۔

نے چاند کے ٹکڑے کیے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا)۔۱

(ب) باب افعال کی مطاوعت: اَدْخَلْتُهُ فَاَنْدَخَلَ (میں نے اس کو داخل کیا تو وہ داخل ہو گیا)۔۲

(۴) موافقت: فَعَلَ وَاَفْعَلَ، یہ باب ثلاثی مجرد اور باب افعال کے کسی معنی میں کبھی موافق ہوتا ہے: (الف) اِنْطَفَأَتِ النَّارُ وَطَفِئَتْ (آگ بجھی)۔۳

(ب) افعال کا ہم معنی، جیسے: اِنْحَجَزَ وَاَحْجَزَ (وہ حجاز پہنچا)۔۴

(۵) ابتداء: مجرد میں آتا ہی نہ ہو، جیسے: اِنْجَحَرَ ۵

(وہ سوانح میں گیا)۔۶

مجرد میں دوسرے معنی میں آتا ہو، جیسے: اِنْطَلَقَ (وہ چلا) مجرد میں طَلَقَ (کشادہ ابرو ہوا) کو دیگر معنی میں ہے۔

(۶) باب انفعال کے فاعلہ میں حروف یرملون (ی، ر، م، ل، و، ن) اور حرف لین نہیں ہوتا، اگر ہو تو اس باب سے نہ آکر باب الفعال سے آئے گا۔ ۷  
رَعِشَ سے اِرْقَعَشَ، لَبَسَ سے اِلْتَبَسَ، مَنَعَ سے اِمْتَنَعَ، نَفَخَ سے اِنْتَفَخَ،

اِنْطَلَعَتْ فَاَنْطَلَعَتْ میں نے اس کو کانا تو وہ نکٹ گیا، اِنْتَحَتْ فَاَنْتَحَتْ (میں نے اسے کولا تو وہ کھل گیا)۔۸ اَزْعَجَتْ

فَاَنْزَعَجَ (میں نے اس کو پریشان کیا تو وہ پریشان ہو گیا) مَا غَلَقْتُ الْبَابَ فَاَنْغَلَقَ (میں نے دروازہ بند کیا تو

دروازہ بند ہو گیا) اَخْلَقْتُ فَاَنْطَلَقَ، باب تفعیل کی بھی مطاوعت کرتا ہے لیکن نادر ہے۔ جیسے: عَذَلْتُ فَاَنْعَذَلْتُ

میں نے اس کو سیدھا کیا تو وہ سیدھا ہو گیا، فَاَكْدَهُ: اِنْقَطَعَ اِلَى اللّٰهِ عَلَاقٌ دِنَیَا سے یکسوئی اختیار کر کے اللہ

کی طرف مائل ہو گیا اور اِنْكَشَفَتِ الْمَسْئَلَةُ (مسئلہ آشکارا ہو گیا) اَزْقِيلٍ جَارٍ ہے: کیوں کہ غیر محسوس بھی اس

باب سے بطریق شذوذ آتا ہے، نوادر، ص: ۱۰۹۔ ۹ اِنْبَلَجَ وَبَلَغَ روشن ہوا۔ ۱۰ اس میں بلوغ بھی ہے

اِنْحَصَدَ الزَّرْعُ وَاِنْحَصَدَ کھیتی کھانے کے وقت کو پہنچ گئی اس میں خاصیت حیوانت بھی ہے ۱۱ یہ مثال کتابوں

میں مذکور ہے اگرچہ بعض لغت کی نئی کتابوں میں ثلاثی مجرد کا استعمال بھی مذکور ہے۔ ۱۲ اس میں بلوغ بھی ہے ی

البیتہ ولفظ اَمَّا ز اور اَمْحٰی جو اصل میں اِنْعَمَاز اور اِنْصَحٰی ہیں فاعلہ کے ہم ہونے کے باوجود اس باب سے ہیں یہ

شاذ ہے: اسی لیے بعض لوگوں نے فاعلہ میں ہم نہ ہونے کی شرط نہیں رکھی ہے، نوادر، ص: ۱۱۰۔

وَفَقِيَ سَے اِتَّفَقَ، يَسَسَ سَے اِتَّبَسَ ۱

## تمرین

- (۱) أفعال علاجیہ سے کیا مراد ہے؟ (۲) یہ کن کن ابواب کی مطاوعت کرتا ہے؟  
 (۳) لانا تعرف باب انفعال سے کیوں نہیں آتا؟ (۴) باب انفعال سے کس طرح کے الفاظ آتے ہیں؟ (۵) حروف یرطون کی صورت میں باب الفتحال سے آنے کی چند مثالیں دیجیے!  
 (۶) اس باب کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم تین کو بیان کیجیے!

## اٹھائیسواں سبق

### خاصیت باب افعیعال

اس باب کی مندرجہ ذیل چار خاصیتیں ہیں:

- (۱) لزوم (۲) مبالغہ (۳) مطاوعت (۴) موافقت۔  
 (۱) لزوم: زیادہ تر یہ باب لازم آتا ہے۔  
 جیسے: اِمْلَوْا لِحَ الْمَاءِ (پانی نمکین ہوا) اِخْرُورِقِ (کپڑا پھٹ گیا)۔  
 (۲) مبالغہ: فاعل میں ماخذ کا بکثرت پایا جاتا، اکثر اس باب میں مبالغہ ہوتا ہے؛ گویا مبالغہ لازم کے درجے میں ہے، ۳  
 جیسے: اِعْشَوْ شَبَبَ الارْضِ (زمین ہری بھری ہو گئی یعنی سبزہ زار ہو گئی)۔

۱۔ اَرَقَى سَے اِرْقَى، لَجَأَ سَے اِلْتَجَأَ، مَزَجَ سَے اِمْتَزَجَ، نَشَرَ سَے اِنْتَشَرَ، وَضَعَ سَے اِنْضَعَ، يَسَسَ سَے اِتَّبَسَ۔ ۲۔ بلکہ بقول صاحب مراح دو لفظ کے علاوہ اس باب سے متعدی آتا ہی نہیں (۱) اِخْلُو لَيْتَهُ میں نے اس کو شیریں و میٹھا خیال کیا، اِغْرُوزَيْتَهُ میں بے زین گھوڑے پر سوار ہوا۔ ۳۔ کبھی بغیر لزوم کے مبالغہ ہوتا۔ جیسے: اِخْفَوْفَ الرِّحْلُ وَالْهَلْکَالُ کجادہ اور چاندنم کھا گیا، اِی طرح اِغْرُوزِقِ الفرس گھوڑا پسینہ پسینہ ہو گیا، اِخْذَوْ ذَبَ الظَّهْرُ (کپڑا ہو گیا) اس باب میں مبالغہ لازم نہیں ہے بلکہ اکثر و بیشتر مبالغہ ہوتا ہے جیسا کہ واضح کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ صاحب فصول اکبری نے شرح اصول اکبری میں فرمایا ہے: ”وَفِي الْفِعْلِ مِبَالِغَةٌ غَلْبَةُ لُزُومٍ“ (شرح اصول مخطوط) یعنی لزوم اکثر بیشتر ہوتا ہے۔ نوادر، ص: ۱۰۱۔

(۳) مطاوعت فعل، جیسے تَنِيْتَهُ فَاتَّوْنِي (میں نے اس کو موڑا تو وہ مڑ گیا)

(۴) موافقت استعمل، مثلاً: اِخْلُوْا لَيْتَهُ بِمَعْنَى اِسْتَحْلُوْا لَيْتَهُ (میں نے

اس کو شیریں خیال کیا)۔

فائدہ: یہ باب اَفْعَلَ (افعال) کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: اِخْلُوْا لِيْ بِمَعْنَى

اِخْلِيْ (شیریں ہوا)۔

تَفَعَّلَ کے معنی میں، جیسے: اِخْشَوْشَنْ بِمَعْنَى تَخَشَّنْ (کھردرا ہوا) اس باب

میں خاصیت ابتدا بھی پائی جاتی ہے، جیسے: اِذْلُوْا لِيْ (دہ گیا)۔

## خاصیتِ باب افعال و افعیال

ان دونوں بابوں کی بھی چار چار خاصیتیں ہیں:

(۱) لزوم (۲) مبالغہ (۳) لون (۴) عیب۔

(۱) لزوم: یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، گویا لازم ہونا ان کے لیے

لازم ہے۔ مثلاً: اِخْمَرُ اِحْمَارُ (بہت سرخ ہوا) اِصْفَرُ اِصْفَارُ (زرد ہوا)۔

(۲) مبالغہ: فاعل میں اس باب کے ماخذ کا بکثرت پایا جاتا ہے، مثالیں

گذر چکیں، مبالغہ گویا اس باب میں لازم ہے۔

(۳) لون: رنگ و لون والے افعال اس باب سے بکثرت آتے ہیں۔

جیسے: اِصْفَرُ اِصْفَارُ وغیرہ۔

(۴) عیب: عیوب ظاہری والے افعال بھی اس باب سے بکثرت آتے ہیں،

جیسے: اِخْوَالُ (بھینکا ہوا) اِعْوَرُ اِعْوَارُ (کانا ہوا)۔

اس میں خاصیتِ جِسْبَان بھی ہے۔ ۲۔ اس میں صیروت بھی ہے۔ ۳۔ اِخْضَرُ اِخْضَارُ

بہت سبز ہوا، اِعْوَجُ نیرھا ہوا، اِسْمَارُ گندی رنگ کا ہوا۔ ۴۔ یہ مختلف فیہ ہے کہ مبالغہ اس باب میں بھی لازم

ہے یا اکثری ہے، نوادر ص: ۱۱۱۔ ۵۔ عیب سے عیوب ظاہری مراد ہے۔

فائدہ: افعلال میں عیب لازم اور افعیلال میں عیب عارضی زیادہ ہوتا ہے۔

## تمرین

(۱) باب افعیعال کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ (۲) املولح اور اعشوشب میں کیا خاصیت ہے؟ (۳) افعیعال کے علاوہ کس باب کی موافقت کرتا ہے؟ (۴) خاصیت مبالغہ کی مثال دیجیے! (۵) افعلال و افعیلال کے لون کی مثال دیجیے! (۶) عیب سے کیا مراد ہے؟ اِکْثَمَات و اِخْلُوْلُق کا ترجمہ کیجیے اور خاصیت بیان کیجیے۔

## انتیسواں سبق

### خاصیت افعوال

اس باب کی دو خاصیتیں ہیں: (۱) اِفْتِضَاب یا بنائے مُقْتَضِب (۲) مبالغہ (۱) اِفْتِضَاب یا بنائے مُقْتَضِب اس کو ارتجال بھی کہتے ہیں، لغت میں: کاشا، مُقْتَضِبٌ بصیغہ اسم مفعول کاٹا ہوا، اصطلاح میں: بنائے مُقْتَضِب وہ وزن ہے جو ثلاثی سے منقول نہ ہو، یعنی اس کی اصل یا مثل اصل نہ پائی جاتی ہو؛ بلکہ ابتداءً اس باب کی وضع اسی وزن پر ہوئی ہو؛ بشرطے کہ کوئی حرف نہ برائے الحاق ہو اور نہ ہی زائد معنی کے لیے ہو، مثلاً: اِجْلُوْذُ الْفَرَسِ (گھوڑا تیز چلا) اِجْلُوْذُ، جَلَدٌ وغیرہ سے منقول نہیں یعنی اس سے نہیں بنایا گیا ہے، اور نہ ہی کوئی حرف برائے الحاق ہے اور نہ کسی زائد معنی کے لیے ہے۔

۱۔ رضی و نوادر، فائدہ: کبھی ان بابوں میں مذکورہ خاصیتوں سے ہٹ کر ابتدا کی بھی خاصیت پائی جاتی ہے جیسے: اِرْقَدَ اس نے جلدی کی اِنْهَارَ اللَّيْلِ رات آدمی ہوئی، فائدہ: اس باب میں عیب کے مقابلے میں لون زیادہ مستعمل ہے۔ ۲۔ اِغْلُوْطُ البَعْرِ اونٹ کی تکمیل پکڑ کر اونٹ پر سوار ہوا اِغْلُوْطُ کا ترجمہ مُقْتَضِب اور بعض دیگر صرف کی کتابوں میں اونٹ کی گردن میں ”ہار پہنانا“ کیا گیا ہے، لیکن وہ ترجمہ کتب لغت سے ہم آہنگ نہیں ہے صحیح ترجمہ وہ ہے جو یہاں راقم نے کیا ہے، نوادر میں تفصیل ملاحظہ کیجیے ص: ۷۲۔ الصرف التعليمي والتطبيعي لمي القرآن: الامجد سليمان يا قوت ص: ۸۳۔ کبھی یہ باب مجرد کے معنی میں آتا ہے جیسے: اِخْوُؤَاءُ (بہنری ماکی یا سرخی ماکی) سیاہ ہونا: اِخْوُؤِی کے معنی میں سے اِخْوُؤِی، یخْوُؤِی، نوادر، ص: ۱۱۲، معجم تعریف الافعال، ص: ۵۹۔

(۲) مبالغہ: یہ باب مبالغہ کے لیے آتا ہے لیکن کم، جیسے: اَجَلَوْ ذَبِيْهُمُ  
الْجَمْلُ (اونٹ ان کو لے کر تیز چلا)۔

## خاصیتِ بابِ فَعْلَل

اس باب کی مشہور خاصیتیں چھ ہیں:

(۱) قصر (۲) الباس ماخلد (۳) مطاوعت (۴) تعمل (۵) اتخاذا  
(۶) خَوَاصَّ لَفْظِي۔

(۱) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا ۲

مثلاً: بِسْمَل (بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا)۔ ۳

(۲) الباس ماخلد: فاعل کا مفعول کو ماخلد پہنانا، جیسے: بَرَقَعَتْ نَبِيلَةً  
(میں نے نبیلہ کو برقع پہنایا) ماخلد، ”برقع“ بمعنی نقاب ہے۔

(۳) اپنے ہی باب کی مطاوعت کے لیے آتا ہے، جیسے: غَطَرَشَ اللَّيْلُ  
بَصْرَه فَعَطَرَشَ (شب نے اس کی آنکھ کو تاریک کر دیا تو نگاہ تاریک ہو گئی)۔

(۴) تَعَمَّل: فاعل کا ماخلد کو اسی کام میں لانا جس کے لیے وضع کیا گیا ہے

اس باب کی بہت سی خاصیتیں ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے یہاں چند مشہور خاصیتیں مذکور ہیں۔ ۲ تاکہ بات نقل  
کرنے میں اختصار ہو جائے۔ ۳ خَوَلَّ لَاحُولَ پڑھا، هَيَّلَ لَالَه اللہ پڑھا، قَانَدَه: حصن حصین کی شرح  
میں ملاطفتی لفظ ہے کہ عرب کی یہ عادت ہے کہ جب دو لفظوں کا ایک ساتھ بکثرت استعمال ہوتا ہے  
تو ان میں سے بعض حروف کو بعض سے ملا دیتے ہیں اور بات مختصر کرنے کے لیے فعل مشتق کر لیتے ہیں، عام  
طور پر یہ باب فعلل سے لاتے ہیں، جیسے: بسم اللہ الرحمن الرحیم سے بِسْمَل، الحمد للہ سے حَمْدَل، سبحان  
اللہ سے مَسْبَحَل اسی طرح خَفَعَل، خَوَّل، هَيَّل، حَلَقَل: (اس نے ”أَحَالَ اللَّهَ بَقَاءَ لَکَ“ کہا) ذَمَعَز:  
(اس نے ”أَذَامَ اللَّهَ عَزَّ لَکَ“ کہا) جَعَفَل: (اس نے ”جَعَلَنِي اللَّهَ لِدَاءَ لَکَ“ کہا) یہ الفاظ مسورج ہیں

قیاس کر کے نہیں بنائے جاتے۔ بحوالہ طحطاوی باضالۃ، ص: ۱۱۰ اور الصرف التعلیمی، ص: ۷۸

مثلاً: زَعَفَرَ الخُمَارَ (دو پئے کوز عفران سے رنگا) ماخذ ”زعفران“ ہے۔  
(۵) اتخاذا: فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: فَنَطَرَ (اس نے پل بنایا) ماخذ ”فَنَطَرَةٌ“

بمعنی پل ہے، عَسْكَرَ (اس نے لشکر بنایا)۔ ۲

(۶) اس باب کی چند لفظی خاصیتیں ہیں: فَعْلَلْ کا باب اکثر و بیشتر صحیح ہوتا ہے۔ خواہ مطلق صحیح ہو، جیسے: بَغَثَرَ (اس نے برا بیچتہ کیا) سَوَّبَلْ (اس نے کرتا پہنا) یا صَحَّحْ وَمُضَاعَفٌ ۳ ہو، جیسے: ذَبَذَبْ (اس نے حرکت دی) یہ باب کبھی مقفل و مضاعف بھی ہوتا ہے، جیسے: وَسَّوَسَ، اور کبھی مہوز و مضاعف، جیسے: طَا طَا الراسَ (اس نے سر جھکایا)۔ ۴

البتہ مہوز و صحیح کم ہوتا ہے۔

۱۔ ایک قسم کی خوشبو ہے۔ ۲ دیگر چند خاصیتیں یہ ہیں (۱) تصحیر: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا کر دینا، جیسے: غَرَجَنَ حاملاً النوب حاملاً کپڑوں پر شاخوں کی شکل بنائی ماخذ ”غَرَجُون“ بمعنی ٹمھوں کی شکل یعنی کپڑوں کو شاخوں والا بنایا (۲) قطع ماخذ: فاعل کا مفعول سے ماخذ کو کاٹنا جیسے: غَرَقَبَ مَعْقُوداً الدابة سمونے جانور کی کوئی (ایڑی کے اوپر کا پٹھا کاٹ ڈالا) ماخذ ”غَرَقُوب“ بمعنی ”کوئی“ ہے، (۳) مبالغہ: فاعل میں ماخذ کا زیادہ ہونا جیسے: طَحَلَبَ الماء پانی میں کافی زیادہ ہوئی، ماخذ ”طَحَلَب“ بمعنی کافی ہے (۴) تخیل: اَوْتَبَ خرگوش کے پال ملا کر بنا (۵) صبر و رت: غَسَلَجَ الشجر و رخت میں نرم ٹہنیاں ٹٹیں۔ ۳ مضاعف سے مراد یہ ہے کہ قاور لام اول، یمن اور لام ثانیہ ایک صں کے ہوں خوار و دونوں مکر حرف صحیح ہوں جیسے: زَلْزَلْ، ہلایا، ڈر لیا، خَضَخَضَ یا ایک حرف علت ہو مثلاً: وَسَّوَسَ اس نے وسوسہ ڈالا بیہوشی الابل اس نے لونٹ کو آہ کر کے بلایا، وَضَوْضَ لونٹ کو آواز دی۔ ۴ بابا، قَا قَا، قَا قَا، قَا قَا، قَا قَا، دو کمرہ ہوا، بزدل ہوا۔ ۵ مہوز الفاء اَوْتَلَقَ (بجھڑا) مہوز الیمین زَلْزَلْ نے کپڑوں پر رواں نکلا، مہوز اللام طَحَلَبَ ظہرہ اس نے پیٹہ جھکائی، مہوز اللام اَلَانِیَ، مَحَزَلْ اللہ المسحبات اللہ نے بادل کو منتشر کر دیا۔

## تیسواں سبق

### خاصیت باب تَفَعَّلُ

اس باب کی چار خاصیتیں ہیں: (۱) مُطَاوَعَت (۲) اِقْتِصَاب (۳) موافقت (۴) تحول۔

- (۱) مطاوعت: یہ باب فَعَّلَ کی مطاوعت کرتا ہے خواہ حقیقتاً ہو، جیسے:  
سَرَبَلْتُ سَمِيرًا فَتَسَرَّبَلْ (میں نے سمیر کو کرتا پرنا یا تو اس نے پہن لیا)۔  
یا تقدیراً ۲ ہو، جیسے: تَبَخَّرَ (ناز سے چلا)۔  
(۲) اقتصاب، جیسے: تَهَيَّرَ مِنَ الرَّجُلِ (مرنا ناز سے چلا)۔  
(۳) فعلل کی موافقت، جیسے: تَغَذَّرَ بِمَعْنَى غَذَرَ (اس نے آواز مانگی)۔  
(۴) تحول ۳: قاعِل کا ماخذ کی طرف پھر جانا، جیسے: تَزَنَّدَقَ وَهْ زَنْدَقِ  
یعنی بد دین ہوا، ماخذ ”زندقہ“ بمعنی بد دینی ہے۔

### خاصیت بابِ افْعَلَال

- اس باب کی دو خاصیتیں ہیں: (۱) لزوم یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے، جیسے:  
اِحْرَنْجَمَ (وہ جمع ہوا) اِغْرَنْجَسَ (بال سیاہ ہوا) اِصْلَنْطَا (گدی کے تل ہوا)۔  
(۲) مطاوعت: یہ باب فَعَّلَ کی مطاوعت کرتا ہے؛ لیکن کم، البتہ اس

۱۔ دُخِرَ جَنَّهُ فَتَدَخَّرَ ج میں نے اس کو لڑھکایا تو وہ لڑھک گیا۔ ۲۔ واقعی طور پر یہ مطاوع نہیں ہے بلکہ مان لیا گیا ہے؛ کیوں کہ بَخَّرَ خود رہا ہی مجرور میں مستعمل نہیں کذا فی ارتشاف بحوالہ نوادر، ص: ۱۱۳۔ ۳۔ اس میں خاصہ مبالغہ بھی ہے۔ ۴۔ اس باب کی خاصیت مبالغہ بھی ہے، جیسے: تَغَفَّلَ كَلَّ بہت کچھ دیر ہوا، فعل جیسے، تَهَيَّرَ لَقْتُ مُعَدِّي (سحر ٹی نے برقع پہنا)۔

مطادعت میں مبالغہ ہوتا ہے، جیسے: **فَعَجَزْتُ فَاَنْعَجَزْتُ** (میں نے اس کا خون بہایا تو بہت زیادہ خون بہا) کبھی یہ مقتضب بھی آتا ہے، مثلاً: **اِغْرَقْتُ الرَّجُلَ** (آدمی مکر رہو گیا)۔

## تمرین

(۱) **فَعَلَّلَ** کی چند خاصیتیں بیان کیجیے! اور مثالیں دیجیے! (۲) **تَفَعَّلَ** کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم دو کو بیان کیجیے! (۳) **زَعَفَرْتُ الْخِمَارَ** کا ترجمہ کیجیے! اور بتائیے اس میں کیا خاصیت ہے؟ (۴) **فَعَلَّلَ** کی لفظی خاصیتوں پر روشنی ڈالیے (۵) **مَقْتَضِبٌ** کے لغوی و اصطلاحی معنی بتائیے (۶) **اِفْعَلَّلَ** کی خاصیت مطادعت کو مثال سے واضح کیجیے! (۷) **فَعَلَّلَ** کی خاصیت قصر کی چند مثالیں مطلوب ہیں! (۸) **تَغْلَزَمَرَسَ** چیز کی مثال ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے؟

## اکیسواں سبق

### خاصیت بابِ اِفْعَلَّلَ

اس باب کی تین خاصیتیں ہیں: (۱۰) لزوم (۲) **فَعَلَّلَ** کی مطادعت (۳) **مَقْتَضِبٌ**۔

(۱) لزوم: لازم ہونا، یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے، جیسے: **اِزْمَهَرُ** (جسم سرخ ہوا)، **اِفْمَطَرُ** (بہت زیادہ ناراض ہوا)۔

(۲) **فَعَلَّلَ** کا مطادع بن کر آتا ہے، جیسے: **طَمَأْنَنَ فَاَطْمَأْنَنَ** (میں نے اس کو اطمینان دلایا تو وہ مطمئن ہو گیا)۔

(۳) **مَقْتَضِبٌ** اور **مَوْجِلٌ** جیسے: **اِكْفَهَرُ النِّجْمُ** (نخت تاریک شب میں

ستارہ روشن ہوا) اِشْرَاطُ (نہایت چوکنا ہوا)۔

فائدہ: کبھی یہ فَعْلَل کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: اِجْرَمَزْ بمعنی جرمِ مز (دہ سٹ گیا)۔

اب تک کی بیان کردہ خاصیتیں غیر ملحق ابواب کی تھیں غیر ملحق ابواب کی طرح ابواب ملحقات میں بھی خاصیتیں پائی جاتی ہیں؛ البتہ الگ سے باضابطہ کوئی خاصیت نہیں ہوتی؛ بلکہ ان غیر ملحق ابواب کی خاصیتیں ہی ان کے ملحقات میں پائی جاتی ہیں؛ لہذا جن ملحق ابواب کی خاصیتیں معلوم کرنی ہوں ان کے ملحق بہ ابواب کو دیکھنے سے ان کے ملحقات کی خاصیتوں کا علم ہو جائے گا، مثلاً: مَشْمَلٌ (تیز چلا) یَنْقَرُ (بہت سارا مال ہوا) جَهْوَزٌ (اس نے آواز بلند کی) حَوْقَلٌ (بہت بوڑھا ہونے کی وجہ سے جماع سے عاجز رہا) ان کی خاصیتیں ان کے ملحق بہ ابواب سے معلوم ہوں گی۔

ہاں اتنا ضرور ہے کہ ملحقات میں ان خاصیتوں کے ساتھ ساتھ فی الجملہ مبالغہ بھی ہوتا ہے؛ اگرچہ یہ مبالغہ لازم نہیں ہے؛ کیوں کہ بہت سے ملحقات ایسے ہیں جن میں مبالغہ نہیں ہوتا، جیسے: اَلْتَوَدَّلُ سے تَوَدَّلَ (آہستہ چلا) اَلْهَيْعَنَةُ سے هَيْمَنَ (پست آواز سے گفت گو کی)۔

الحمد لله على توفيقه العالی والصلاة على نبیہ الامی والہ اصحابہ

اجمعین .

خاصیات کے موضوع پر شرح تسہیل لابن مالک، ارتشاف لابن حیان، المسالك البہیہ للشیخ عبد الرحیم صفی پوری، صاحب فصول اکبری کی شرح الاصول الاکبریہ اور صاحب نوادر الوصول علامہ سعد اللہ مراد آبادی کی مفید الطلاب فی خاصیات الابواب نہایت اہم ہیں۔

والحمد لله والصلاة على رسولہ واصحابہ

## راہ نمائے تمرینات

کتاب میں جو قدرے مشکل تمرینات ہیں کسی مصلحت کی وجہ سے بذیل میں ان کا حل دیا جا رہا ہے۔

### سبق نمبر (۸)

(۱) اصل لغوی معنی سے وہ زائد خاص معنی جو اس کے کسی خاص باب سے ہونے کی وجہ سے اس لفظ میں پیدا ہوئے ہوں (۲) انصر، ضرب مسموع ہیں؛ کیوں کہ یہ کثیر الاستعمال ہیں (۳) انصر کی مشہور خاصیت مغالبہ ہے (۴) انصر سے مغالبہ کی شرطیں یہ ہیں کہ وہ مثال واوی ویائی، اجوف یائی و ناقص یائی نہ ہو (۵) اتخاذ، تصصیر، بلوغ ہے (۶) مغالبہ: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے دو فریقوں میں سے کسی ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے باب مخالفت کے کسی سینے کے بعد انصر یا ضرب کے کسی فعل کو ذکر کرنا، تصصیر فاعل کا مفعول کو معنی مصدری یا ماضی سے متصف کرنا (۷) یَضَارِبُ منعیدہ کریماً فیضربُ سعیداً سعید کریم سے مراد پیٹ کرتا ہے تو کریم سعید پر غالب آجاتا ہے، نصف ماضیہ میں بلوغ ہے (ماجد آدھے کو پہنچا)۔

### سبق (۹)

(۱) ضرب سے مغالبہ آنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ لفظ مثال واوی ویائی اور اجوف و ناقص یائی ہو (۲) واقع سے مغالبہ کی صورت میں مضارع باب ضرب سے آئے گا، کیوں کہ یہ مثال ہے اور مثال سے مغالبہ باب ضرب سے آتا ہے، یَوَاقِعُنِیْ فَاَقْبَعُ کہیں گے (۳) ضرب کی دو خاصیتیں یہ ہیں: ملب، انصر، اجوف واوی نصر سے اور ناقص باب ضرب سے آتے ہیں، جیسے: یَقَاوِلُنِیْ فَاَقُولُ لہ اور یَاَقْبَعُنِیْ فَاَقْبَعُ (۵) انصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: سَقَا (۶) فاعل کا ماضیہ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا، جیسے: یَمْنُ الزُّجَلُ (مرد واپسی طرف آیا)۔

### سبق (۱۰)

(۱) سماع سے آٹھ قسموں کے افعال آتے ہیں (۲) اس باب کی پانچ خاصیتیں یہ ہیں: علل، حزن، لون، عیوب مطاوعت فعل و فعل (۳) خوشی و غمی کے افعال زیادہ تر باب مسموع سے آتے ہیں، جیسے: طَرَحَ خُشٍّ ہوا پہلچ کشادہ ابرو ہوا، حَزَنٌ غَمٌّ ہوا اور شُکَّیغ، آہ و زاری کی (۴) حلی سے مراد اعضا کی وہ ظاہری علامت ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہو، جیسے: ضلیغ، پیدائشی میڑھا ہوا، صیدہ میڑگی گردن والا ہوا۔ (۵) طوبُ خبط، قِیم وغیرہ مسموع کے باب سے ہیں؛ کیوں کہ یہ اوصاف کو بتانے والے افعال ہیں اور اوصاف کو بتانے والے افعال زیادہ تر سماع سے آتے ہیں۔

## سبق (۱۱)

(۱) اس باب سے ایسے افعال آتے ہیں، جن کا عین کلمہ یا لام کلمہ یا دونوں حروف حلقی میں سے کوئی حرف ہو (۲) حلقی العین، جیسے: خَلَقَ، حَلَقَ اللام، جیسے: وَقَعَ (دو گرا) (۳) د داخل: ایک دوسرے میں داخل ہونا، ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے: زَكَّنْ يَوْكُنْ۔

## سبق (۱۲)

(۱) کرم ہمیشہ لازم ہوتا ہے، یہ ان اوصاف کے لیے آتا ہے جو حلقی و فطری اور پیداائی ہوں (۲) کرم سے تین قسم کے افعال آتے ہیں: اوصافِ خَلْقِیہ حقیقیہ، اوصافِ خَلْقِیہ حکمیہ، خَلْقِی حقیقی سے مشابہ اوصاف (۳) خَلْقِی حقیقی وہ اوصاف جو پیداائی ہوں ولادت کے وقت سے پائے جاتے ہوں بعد میں حاصل نہ ہوئے ہوں، جکی جو پیداائی تونہ ہوں: لیکن کسب و تمرین کے بعد لازم ہو گئے ہوں (۴) حَلَمْ و قَبَح میں اوصاف حقیقیہ ہیں (۵) وَهَلَ وَهَلًا غیر مقصود کی طرف خیال جانا وَهَلَ وَهَلًا بھروسہ کرنا۔

## سبق (۱۳)

(۱) باب افعال کی چند روخا صیتیں ہیں (۲) تعدیہ ثلاثی مجرد میں کسی حرف کا اضافہ کر کے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو مفعول کا یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج بنانا، تصحیر فاعل کا مفعول کو ماخذ سے متصف کر دینا ان دونوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے، (۳) فَعَلَ سے اَفْعَلَ بٹھایا (۴) تعریض ایسی جگہ لے جانا جہاں اس پر ماخذ واقع ہو، جیسے: اَبْعَثُ الْقُرْسَ میں گھوڑے کو بیچ کی جگہ لے گیا (۵) فَعَلَهُم تعدیہ بیک شکندی بدو مفعول (۶) لَوَهْنُ الْمَلَا میں تصحیر ہے، وَاَنْسَلَ متعدی سے لازم یعنی عکس تعدیہ ہے۔

## سبق (۱۶)

(۱) اَوَّلَدَتْ میں حیونوت ہے (۲) اَفْعَرَ النخل میں مبالغہ فی الکلم ہے (۳) اَقْطَعَ کاٹنے کا وقت ہو گیا، اَنْشَرْنَاہ پورا ہو گیا میں حیونوت ہے (۴) چار بابوں کے موافق ہوتا ہے، اَخْبِيْتَهُ تَخْبِيْتُهُ خِیہ بنایا (۵) اَخْرَجْتُ زَيْدًا میں تصحیر ہے (۸) میں اس کو جائے قتل لے گیا، میں نے اس کو پیش کیا کہ وہ مقتول ہو (۹) اعطائے ماخذ کی تین قسمیں ہیں: (۱) مفعول کو ماخذ دینا، مثلاً: اَلْحَمْتُ زَيْدًا (۲) ماخذ کا محل دینا، جیسے: اَشْوَيْتُهُ لِحْمًا (۳) ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: اَقْطَعْتَهُ فُضْبَاتًا (۱۰) اَخْفَرْتُ زَيْدًا نَهْرًا میں تصحیر ہے، اَطْفَلْتُ مسلمی میں صیوروت ہے، اسی طرح دیگر الفاظ اَفْعَرُو غیرہ میں بھی صیوروت ہے۔

## سبق (۱۷)

(۱) اصل فعل میں زیادتی، جیسے: صَرَخَ خوب خوب وضاحت کی، صراحت جو فعل ہے فاعل نے اس کو خوب خوب کیا (۲) فاعل میں مبالغہ، جیسے: مَوْتَبَ الاہل، بہت سے اونٹ مرے، نفس فعل مر تلایک ہے؛ لیکن بہت سے اونٹ مرے یعنی فاعل میں زیادتی ہے۔ مبالغہ در مفعول، جیسے: فَعَثَ الثیاب میں نے بہت سے کپڑے کاٹے مفعول میں کثرت ہے (۲) سلب کی دو قسمیں ہیں: ناخذ مفعول کا جز ہو، جیسے: فُشِّرْتُ النمر، میں چھلکا جز ہے، یا جز نہ ہو، جیسے: فَلَذِیْتُ عَیْنَهُ (۳) خیمہ وہ خیمہ میں پہنچا، اس میں ہلوع ہے (۵) باب تفعل کی خاصیت قصیدہ بھی ہے یعنی فاعل کو ماخذ سے متصف یعنی ماخذ والا کر دینا، جیسے: نَزَّلَ الکتاب (اس نے کتاب اتاری گویا کتاب نزول سے متصف ہو گئی) (۶) مبالغہ در مفعول، جیسے: خَلَقْتُ الایوان (میں نے بہت سے دروازے بند کیے)۔

## سبق (۱۸)

(۱) قَهْوَدَ اس نے یہودی بنادیا یعنی یہودیت کی تعلیم دے کر دین اسلام سے یہودیت کی طرف پھیر دیا (۲) کتبہ میں قمر ہے (۳) فُسَّقَتْہ میں نے اس کی طرف فسق منسوب کیا یعنی فاسق کہا، اس میں خاصیت نسبت ہے، جَلَلَتْہا میں نے اس کو جہول پہنائی، اس میں خاصیت الہاس ہے، لَا تَكْفُرُوا أَهْلَ الْقِبْلَةِ لَلَّذِیْ قَبْلَہ کو کافر مت کہو (۵) صَبَّحَ میں قمر دوا ہے، اسی طرح نمبر ۶ میں بھی قمر ہے (۷) باب تفعل فعل ثلاثی مجرد فعل باب افعال اور تفعل کے کسی معنی میں موافق ہوتا ہے۔ (۸) ابتدا کی دو قسمیں ہیں: مجرد سے آتھی نہ ہو، جیسے: لَقَبْتُ، مجرد میں دوسرے معنی میں ہو، جیسے: جَرُونْتُ (۹) شَرَفْتُ میں شرق کی طرف متوجہ ہوا، تَوَسَّسَ اس نے ڈھال سے حفاظت کی تَتَوَسَّسَ کے معنی میں ہے اس میں خاصیت تفعل ہے۔

## سبق (۲۰)

(۱) نَأْتَمَ وہ گناہ سے بچا اس میں تجنب ہے اسی طرح تہجد بھی تجنب ہے (۳) باب تفعل چار بابوں کی موافقت کرتا ہے، ثلاثی مجرد، افعال، تفعل، مصلحت کی (۵) تَهَوَّدَ وہ یہودی ہو گیا، فحول: فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہو جانا، جیسے: تَهَوَّدَ، وہ یہودی ہو گیا (۷) تَوَلَّى مَوَلَّى میں موافقت ہے، اس نے روگردانی کر۔

## سبق (۲۱)

(۱) مشارکت: فاعل و مفعول کامل کر اس طرح کوئی کام انجام دینا کہ ہر ایک حقیقت میں فاعل بھی ہو اور مفعول بھی، اگرچہ بظاہر ایک فاعل دوسرا مفعول ہوتا ہے (۳) فاعل کا مفعول کو لگانا

کرتا (۴) مشکل و مشاکل میں خاصیت موافقت ہے اسی طرح اَصْلُی و صافلی میں بھی (۵) یو اصل و المطالعة وہ مسلسل مطالعہ کرتا ہے، اس میں خاصیت موالات ہے۔

### سبق (۲۲)

(۱) تشارک اور مشارکت قریب قریب ہیں، چند معمولی فرق یہ ہے کہ تشارک میں فعل کا کبھی تیسری چیز سے تعلق ہوتا ہے (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ تفاعل میں حقیقتاً بھی اور محنتی بھی دونوں قائل ہی ہوتے ہیں، تشارک میں فریق کبھی دوسے زائد ہو سکتے ہیں، جیسے: تفاعل عشرہ رجال دس آدمیوں نے آپس میں قتال کیا تو یہاں دس فریق ہیں دسیوں نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا، برضلاف مفاعلت کے یعنی مشارکت کہ اس میں ایسا نہیں ہوتا (۳) تکلف میں ماخذ، قائل کو مرغوب ہوتا ہے اس لیے تکلف اچھی چیزوں میں ہوتا ہے برضلاف تحصیل کے وہ ناپسندیدہ چیزوں میں ہوتی ہے۔ اس لیے وہ مفت مذموم میں ہوتی ہے (۵) تواردب الابل، اونٹ آہستہ آہستہ آئے، تَزَايَدَ النیل دریائے نیل آہستہ آہستہ بڑھا (۶) تبارک میں خاصیت ابتداء ہے۔

### سبق (۲۳)

(۱) تصرف کو اجتہاد و تمسب بھی کہتے ہیں؛ کیوں کہ اس میں محنت اور کوشش کا مفہوم ہوتا ہے (۲) اتحاد کی چار قسمیں ہیں: فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اجتحر مسعد (۳) قائل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اختَرَزَ نجیب (نجیب نے پناہ لی) (۴) مفعول کو ماخذ بنالینا، اغتدی مسعد الشاة (۴) مفعول کو ماخذ میں لینا، جیسے: اغتَصَدَ نديم الكتاب (۵) قائل کا اپنے لیے ماخذ اختیار کرنا، جیسے: اکتالَ لبنا (اس نے اس نے اپنے لیے دو دھنپا)۔

### سبق (۲۶)

(۱) اِسْتَوْطَنَ المدينَة: اس نے مدینہ کو وطن بنالیا، اس میں اتحاد ہے (۲) حسبان اور وجدان میں فرق یہ ہے کہ وجدان میں مکمل یقین ہوتا ہے اور حسبان میں گمان ہوتا ہے (۳) اِسْتَعْظَمْتَهُ میں نے اس کو بخیل پایا، اس میں حسبان ہے، اِسْتَعْظَمْتَهُ میں نے اس کو عظمت والا سمجھا، اس میں وجدان ہے یقین و گمان کے اعتبار سے یہ دونوں خاصیتیں برعکس بھی ہو سکتی ہیں (۷) ماخذ کا قائل میں قوی ہونا، جیسے: اِسْتَهْتَزَ هنر بمعنی بڑھاپا، بڑھاپا زیادہ ہو گیا۔

### سبق (۲۷)

(۱) افعال علاجیہ سے مراد وہ افعال ہیں جن کے واقع ہونے میں کسی عضو کو حرکت ہو اور

حواصی ظاہرہ سے اس کا اور اک کیا جاسکتا ہو (۳) فانعرِف، انفعال سے اس لیے نہیں آسکتا کہ معرفت قلب کا فعل ہے نہ اس میں اعضا کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور نہ حواصی ظاہرہ سے اور اک کیا جاسکتا ہے (۴) باب انفعال سے ایسے افعال آتے ہیں جن میں جو ارج و اعضائے ظاہری کا اثر پایا جائے (۵) کوئی سے اَوْ تَقَى، لَجَا سے اَلْتَجَا، وَلَقَى سے اَتَقَق، يَسَّس سے اَنْبَس۔

### سبق (۲۸)

(۲) اعلولج میں لڑو اور اعشوشب میں لڑو مع مبالغہ ہے (۵) اَيْبَضَ وَاْيَبَضَ (دوسفید ہوا) (۳) افعال کی موافقت، جیسے: اِخْلُوْطِي، اِخْلُوْطِي اِخْلُوْطِي اِخْلُوْطِي (۴) اَعْشَوْشِبَتِ الْاَرْضُ (زمین ہرزہ مار ہو گئی) (۶) عیب سے عیب ظاہری مراد ہے۔ اَكْمَاتٌ وہ کیت رنگ والا ہوا اس میں لون ہے اِخْلُوْطِي پر لانا ہوا اس میں لڑو ہے۔

### سبق (۳۰)

(۱) فَعْلَل کی چھ خاصیتیں ہیں: ان میں سے پانچ معنوی ہیں وہ یہ ہیں: قَصْر، جیسے: يَنْسَمَل (اس نے بسم اللہ پڑھا) الْبَاسُ ماخِذ، جیسے: يَهْوَقِع (اس نے برقع پہنایا) مَطَاوَعَتٌ اخْتَاذ، اور خَوَاصٍ لَفْظِي ہے (۲) تَعْلَل کی چار قسمیں ہیں (۳) اَوْ غَفَرْتُ الْخَمَارَ: میں نے دوپٹہ رنگا، اس میں خاصیت فَعْل ہے (۴) لَفْظِي خاصیت یہ ہے کہ فَعْلَل سے زیادہ تَرْجِیْج و مضاعف یا مَثَل و مضاعف آتے ہیں۔ بغیر مضاعف کے صحیح بھی آتا ہے، جیسے: بَخَصَخَصَ، ذَبَذَبَ، وغیرہ، مہوز و صحیح کم ہوتا ہے۔ یعنی ایک حرف امر ہو باقی حروف صحیح ہوں اس طرح کا مہوز و صحیح ربائی مجر د سے کم آتا ہے (۵) مَقْتَضِب بے خبر اسم مفعول کتا ہوا، ہٹائے مَقْتَضِب دو وزن ہے جو ظِلَّی سے نہ بنا ہو یعنی اس کی اصل یا مثل اصل ظِلَّی مجر د میں نہ پائی جاتی ہو بلکہ ابتداً اس وزن پر اس کی وضع ہوئی ہو، کوئی حرف نہ برائے الحاق ہو اور نہ ہی کسی زائد معنی کے لیے ہو (۶) فَعَجَرْتُ مَا جَدًّا لَهَا فَعَجَرْتُ (میں نے ماجد کا خون بہلایا تو بہت زیادہ خون بہا) (۷) هَيْلَل اس نے لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ پڑھا، حَيْفَل، حَوْفَل (۸) تَقَلَّلُوْا اس نے آواز بلند کی غَلَمَر یعنی فَعْلَل کے ہم معنی ہے اس میں خاصیت مبالغہ بھی ہے۔

والحمد لله على ذلك

تَدْرِی کُتُب خانہ۔ آرام باغ۔ کراچی